

فضل البلاء

في

سلو الخ إلى فرس غفاری

استاذ العلماء حضرت مولانا
مفتی محمد رفیع احمد الیوسی مدظلہ

ادارہ معارف انجمن اسلامیہ

فضل البجلی

فی

سلخ ابی ظہار

رحمہ اللہ

استاذ العلماء حضرت مولانا
مفتی محمد رفیع الرحمن رضوی مدظلہ

ادارہ معارف انارکلیہ لاہور

afselislam

The Year 2000-2001 (1422-1423) Islamic

”بِسْمِ اللّٰهِ وَحْدَكَ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی مَنْ“

لَا بُدَّ مِنْ جَدِّكَ

ترجمہ چارچرخہ ۱۔

ہمارے دور میں ہزاروں کو اپنے مستحقین ابوذر غفاریؓ ”اڑاتے پھرتے ہیں لیکن فقیر کو ان میں صبح اور پچا ہو ذرخفاری نظر نہیں آیا۔ فقیر نے جہاں کہہ سچ اور پچا ہو ذرخفاری دیکھوں۔ اسکی اصلی اور حقیقی کاپی فقیر نے دیکھ کر ایمان تازہ کیا، اور اہل اسلام کیلئے تحفہ پیش کیا۔

۱۔ گرتبول افتخار ہے غزو شرف

سوائی کریم جل شانہ سے دعا ہے کہ اسے فقیر کیلئے توشہ بہ عزت اور قدرتیں کرم کیلئے بہر عمل راہ ہدایت بنائے۔ آمین۔ بحاجہ سیدہ سلیمانہ علیہ السلام و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا جھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد الیٰہی غفرلہ

یکم ذیقعد ۱۴۲۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلسلہ اشاعت نمبر 128

فصل اللہ الہامی نے سوانح الہی و زعفراری رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد الہی رضوی

حامد اقبال خان ادلکی ملتان پاکستان

فیضی کراچی و دوبارہ ریکٹ لاہور

112

1100

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

دعائے خیر بحق معانین

بیرون جات کے شائقین مطالعہ 25 روپے کے ذاکہ ملے

ارسال فرما کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

323 شاہ باغ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
على رسولہ الکریم الامین وعلى اله الطيبين و

اصحابہ الطاهرين

اَمَّا بَعْدُ : سیدنا ابو زعفرانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مرتبہ رسالت میں فقیران کے عجیب حالات کتب سیرت میں پڑھے
ارادہ ہوا کہ انہیں ایک جگہ پر جمع کروں چنانچہ اس مجموعہ کو کتابی صورت میں
ہدیہ ناظرین کو رہا ہوں اور اس کا نام تجویز کرتا ہوں "فضل اللہ الباری" فی
سوانح ابی ذر غفاری۔ و ما تو فیفی الا باللہ العلی العظیم۔
وصلی اللہ علی جمیعہ الکریم و علی الہ واصحابہ
اجمعین۔

مدینہ کا جھگڑا

الفقر القادری ابوالفضل محمد فیض علی دکنی تلمیذ مولانا

بکر ذیقعد ۱۲۲۲ھ

صاحب سوانح رضی اللہ عنہ کا مختصر حال سفر آخرت

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آخری عمر میں مدینہ کے
فلاحی حلقہ تربیہ میں ایک چھوٹی سی کھیل کی کھڑی بنائی تھی آپ کی ایک ہی
ساتھزادی تھیں ان کو ساتھ لے گئے اور وہ جو شخص کا قہقہہ ہی ہر وقت کا
ساتھ تھا۔ بہجت کا بیسواں سال اپنے آخری ایام پورے کر رہا تھا۔
بج بہت اللہ کے دن قریب آئے تھے۔ تاہم اس پر قافلہ مکہ مکرمہ روانہ
ہوئے تھے اور آپ کی کنیا کے سامنے سے گزر رہے تھے وہی مشورے
مکررہ جاتا۔ بیماری و تقاہت نے اس قابل نہ چھوڑا کہ جنبش ہی کر سکے۔
اس پر شوکت حج میں شرکت نہ فرما سکے جس کے امیر خلیفہ سوم سید عثمان
رضی اللہ عنہ تھے۔

ذیہ کی آبادی بالکل تھوڑی تھی اور جتنے لوگ تھے وہ بھی اس حج
میں شرکت کیلئے چلے گئے کہ پھر اس وقت نصیب ہو یا نہ ہو۔ صرف ہی
اپنی ذرہ چھتر سوا درہ صابزادی کے ساتھ ذیہ میں رہ گئے۔ تمام ذیہ خالی
ہو گیا حجاج کا وقت قریب آگیا تھا اور حجاج کرام کی آمد و رفت بند ہو گئی
تھی۔ راستے سنانا پڑے تھے دور دور تک سنا تھا۔ اللہ کے مجذوب
کی لمحہ لمحہ حالت خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔ یکدم ان کی تیمارداری سے

وجہ ماری۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا "میت رو! صحابہ کی ایک عجمت کے ساتھ پیوستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تو تم لوگوں میں سے ایک شخص چیل سناں وادی میں جان دے گا جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ اگر شریک ہوگا اور میں اسی دن سے اعزازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پہنچنے کو گھنٹے گھنٹے ان میں سے سب کے وفات پا چکے ہیں صرف میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں۔ جا! راستہ میں جا کر پلٹو مسلمانوں کی جماعت ضرور آ رہی ہوگی۔ کیونکہ خدائی قسم میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا ہے۔"

وہ ادل خواستہ روتی و صوتی اٹھیں اور اگر برائے میں بیٹھ گئیں۔ ایک دم ایک جماعت ان کے قریب کر گئی۔ پوچھا کیا ہے؟ آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ فرمایا۔ "مسلمانو! ایک آدمی بجا رہا ہے۔ اس کے کھن دفن کا انتظام کرو اس کے پاس کھن بھی نہیں ہے۔ اللہ کے ہاتھ ضرور اجرو و ثواب پاؤ گے۔"

پوچھا مرنے والا کون ہے؟ تجراب دیا صحابیوں نے۔ یہ سننے ہی سب کے ہوش اٹھ گئے پاؤں تلے سے زمیں ٹکل گئی کھرام ہو گئی۔ ایک شور تھا۔ ان پر ہمارے ماں باپ قرآن، ان پر ہمارے ماں باپ قرآن۔ ادھر انہوں نے اپنی جی کو حکم دیا بکری ذبح کر کے پکھڑاں آئیے ہیں دفن کر لیں تو تم ان سے کہنا کہ اللہ نے خدائی قسم دی ہے جب تک کھانا نہ کھائیں اپنی سوریوں پر سوار نہ ہوں۔ ان کے خلیل نے بتایا تھا سہاراؤں کا

کو نہ کہ خواہ تمہاری جان لیں رہی ہو۔ اتنے میں مومنین کی جماعت اند آئی۔ انہوں نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا "میں تمہیں خدائی قسم دیتا ہوں مجھے جو شخص کھن دے وہ نہ تو کسی صوبے کا ولی ہو نہ عریف۔"

اس جماعت میں صرف ایک "نصاری جوان ارسا ملا جس میں یہ شرائط پائی جاتی تھیں۔ اس نے کہا میرے پاس دو ٹکی چادریں ہیں اور ایک میرے بدن پر نہیں میری ماں نے میرے لئے بنی نہیں یہ کافی و کافی ہیں۔ یہ سن کر فرمایا بس! انہیں کپڑوں میں مجھے کھناتا۔ اس کے بعد ان کے بدن نے جھڑ جھڑ سی ل اور فرمایا میرا رخ فکیر کھن کر دو۔ ایسا ہی کر دیا گیا۔ اس کے بعد زمان مبارک سے یہ آخری الفاظ نکلے اور مجذوبوں کا سر ہار ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔

"بسم اللہ یا اللہ وعلی صلوٰۃ رسول اللہ"

آہ ان کے خلیل نے جو فرمایا تھا وہ کسی کس نماز سے پورا ہو کر رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا "ابو ذرا کھلا کھیلتا ہے اکھلا ہی مرنے کا اور اکھلا ہی اٹھے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

۱: ابتدائی حالات :-

قبیلہ بنی غنارہ سرسبز میں زرخیزوں کا قبیلہ مشہور تھا۔ قلعے موڑ لین
حمان و مالی کو براؤ کرنا اور تیر و تھنگ کھیلنا وغیرہ اس قبیلہ کا وطن و تھق۔
اس غارت گروما حوال میں بنی غنارہ بنی قیس غناری کے گھر ان کی زوجہ املا کے
ایک بچہ پیدا ہوا۔ ماں باپ نے اس کا جذب نام رکھا یہ وہی خوش نصیب
بچہ ہے جو آگے چل کر دنیا میں ابو ذکریٰ کفایت اور مسیح الاسلام کے لقب
سے معروف ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ ہر نو مولو اپنے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے اور
اور گرد کی کھجرات سے متاثر ہو کر اس کے اخلاق و کردار کی دلواریں استوار ہوتی
ہیں۔ جذبہ جس ماحول میں آنکھ کھول وہ ڈاکوؤں اور ہزروں کا ماحول
تھا۔ خون و آہن کی آواز نہیں جن کا لازماً تھیں۔ عزت و ناموس کی غارت
تیم سازی اور عیہ گیری ہی اس کا شہ کا رہی کا اندہ خستہ تھے۔ ہر جن اور شام
ان کی تلواریں کسی گھر کا چراغ زندگی گل کر دیتیں اور کسی کا سر مایہ زندگی پیش قدمی
میں لورٹ لیتیں۔ جذبہ جب جوان ہوئے تو انہوں نے خاندانی روایت
کو اور فروغ دیا۔ یکہ و تنہا قافلوں پر ٹوٹ پڑنا اور لوٹ لینا اور شان سے
تلوار لہراتے گھر لوٹ آنا ان کا معمول بن گیا تھا جذبہ اب فخر قبیلہ اور
خاندان کے ہیرو بن گئے تھے۔

مگر خدائی قدرت کہ معلوم نہیں کس بیوہ کی آہ بگڑ کر اور کس یتیم کے

نا ارض بگیگ نے اثر دکھایا۔ جذبہ کے پیکر میں سوایا ہوا انسان جاگ اٹھا
غیرت و محبت، جلی بیلار ہو گئی۔ جذبہ نے کئی پشتوں سے کے چلنے
والے پیشہ رہزنی سے ایک دم کنارہ کشی اختیار کر لی اور خدائے خالق و
مالک کی عبادت کرنے لگے اگرچہ اس وقت تک اسلام کا طریقہ سہولت
عام نہیں ہوا تھا مگر جذبہ غناری کی روح نے اپنی تسلی اور تسکین کیلئے
نظرت سے ہٹا ہٹائی حاصل کی اور پیدا کرنے والے کے حضور سجدہ گزاری
میں لگ گئی۔

۲: جلاوطنی :-

آپ کے حالات میں ملتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر سے جلاوطن
کیا گیا تھا اور آپ اپنے ماموں کے ہاں رہائش پذیر ہو گئے تھے لیکن
یہ معلوم نہ ہو سکا یہ جلاوطنی کیوں ہوئی۔ بہر کیف آپ کی جلاوطنی کی علت
خواہ کچھ ہی ہو آپ نے غنارہ کو چھوڑا، قریب کے رشتہ داروں میں آپ
کے ایک بھائی ماموں کسی دوسرے قبیلہ میں اقامت گزیر گئے تھے۔
وہیں کا ارادہ کیا۔ اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ گھر سے نکل پڑے قطع
منازل کے بعد اس قبیلہ میں پہنچے۔ آپ کے ماموں نے جاپہنی پھری
ہوئی۔ بہن یعنی آپ کی والدہ کا اس غربت کیساتھ آتے ہوئے دیکھا!
جی بھر آیا۔ بھانجوں کو تسلی دی۔ خیمے خالی کر دئے عرض ایک ماموں سے
جس ہمدردی کی امید ہو سکتی تھی۔ وہاں آپ کو میسر آئی نہایت چھین اور
اطمینان کے ساتھ رہنے لگے۔ یہاں ان کو اپنے مشغلے سے کوئی روکنے

والاد تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ تجربوں نے آپ کو سکوت و صبر کی تعلیم بھی دی کہ نیا فائدہ بھی نہ ٹاٹھ کھڑا ہوا کھردن اسی طرح آرام سکون کے ساتھ گذرے۔

ماموں کے یاں : ماموں نے بھی آپ کی عنقریب اور سے روانگی :- جو ہر ذاتی کو پہچان لیا۔ روز بروز ان کی توجہ زیادہ ہوتی تھی آخراں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے ماموں کے یاں آنے جانے والے لوگوں کے دلوں میں رشک کا مادہ پیدا ہوا۔ ان دونوں بھائی نے بہت سے حاشیہ نشینوں کی جگہ لی۔ ان کے گھر کے کام جو اتناک دوسروں کے ساتھ متعلق تھے۔ ان لوگوں کے ہاتھ پیر ہو گئے الغرض مختلف اسباب و علل نے اس مادہ کو تیز کجید بنا دیا کہ رشک نے صدمہ صورت اختیار کی۔ مخفی افسوں کی ایک جماعت تیار ہوئی جو ان خلاف ہر اس امکانی کوشش کرنے کی فکر میں مصروف رہتی تھی آپ کے ماموں کبھی بھی میر دشمن کی غرض سے گھر سے باہر بھی جایا کرتے تھے۔ غرض انہوں نے اس کو غنیمت سمجھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سبھوں نے ملکر کہا کہ ”جناب آپ جب باہر جانے ہیں اور گھر میں کوئی نہیں رہتا تو آپ کے بھائی (انہیں) گھر والوں پر افسری کرتے ہیں اور ہر قسم کی ابتری پھیلاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے لوگوں کی ناک میں دم ہے۔“

آپ کے ماموں کی عنایت گو آپ پر آپ کے بھائی پر بہت زیادہ برہمی ہوئی تھیں اور شاید اسی وجہ سے شکایت کا ان پر کوئی غیر معمولی اثر

پیدا بھی نہ ہوا۔ تاہم وہ آدمی تھے ایک دن موقع پالا انہوں نے پوچھ لیا کہ بھائی انہیں ایسا کچھ لکھتا ہے ؟

اس قدر نہ جھلکے کہ سننا تھا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ سے باہر ہو گئے ایک آراستہ کردہ فطری طور پر ایک کڑے مزاج کے آدمی تھے دوسرے غرمت و مسافرت میں انسان کا دل بہت چھوٹا ہو جاتا ہے وہ کسی کی معمول بات کی تاب نہیں لاسکتا پھر واقعہ بھی بڑے غلط ممکن ہے کہ انجام کا بھی خیال آیا ہو اگر اسی صبح ہم لوگوں کی تشکایتیں پڑنے لگیں تو آج تو صاف زیادہ خطرناک نہیں ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہمیں اپنے مدلوں کے گھر سے بغیر برت ہو کر نکلنا پڑے بس پھر کیا تھا حسرت بھرے لمحے میں آپ نے اپنے ماموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اپنے تمام گذشتہ اسانات کی تہوں کو لگا دو یا بس اس کے بعد ہمارا اجتماع آپ کے ساتھ ممکن نہیں“

اور اپنے ادنیٰ پروردگار سے بھی بلا کسی توقف کے ردا نہ ہوئے۔ پیچھے ماموں کو کیا خبر تھی کہ محض اتنی سی بات پہلے چھنے سے ابو ذر کا یہ حال ہو گا۔ وہ تو بے کے ہو کر رہ گئے۔ روکتے تھے، تسلیاں دیتے تھے مگر یہاں کون سستا ہے ؟ وہ وقت بھی نہایت دردناک تھا جب کہ ان لوگوں کے اونٹ اس قبیلے سے گذر رہے تھے۔ خود حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کلام بیان ہے۔

فقہ طے خالنا یشوبہ وجعل یسکی۔

ماملوں اپنے منہ کو کپڑے سے ڈھانپ کر دیتے جاتے تھے۔
الغرض رات کو پہاڑ پر پہنچے اور آپ کو یہاں سے کبھی رخصت ہونا پڑا۔

:- مکہ کی طرف توجہ کرنا :-

مکہ معظمہ عرب کا شہر ہوتا تھا، آپ نے اپنے اونٹوں کو اس طرف بھیج دیا۔ خاص شہر میں تو جانا آپ نے مناسب نہ سمجھا لیکن اس کے اور کسی قریب کے گاؤں میں اتر پڑے اور وہیں بودا بادل تھیل کر لی اس پر کچھ دن گذر گئے کہ اسی عرصہ میں آپ کے بھائی انیس کا "جواک" زبردست شاعر تھے، ان کی دوسرے شاعری سے متاثر ہو گیا۔ انیس اپنے اشار کی طرف کرتے تھے اول سے بلند پایہ ہوتے اور دوسرا اپنی شاعری کی مدح سرا کرنا۔ اسے بڑھاتا الغرض اسی نوک جھونک میں بڑھ چکی قسمت آگئی۔ بات اس پر ہوتی کہ جو پاسے وہ اپنے ریوڑ جیتے ولے کی نذر کرے، ایک کا ہم حکم مقرر ہوا کہ وہ اس کے پاس حاضر ہوئے غرض قسمت سے کامیاب ہوئے حضرت انیس کے موافق فیصلہ دیا ان کے اشار کو نظم کے شعروں سے بہتر بتایا۔ حضرت انیس خوشی خوشی اپنے ریوڑ کیسا تھڑا کر کے ریوڑ بھی قیام گاہ تک پہنچا لائے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بھی اس تائید دینی پر بہت مسرت ہوئی۔

دربار نبوی تک باریابی کے اسباب

یہ وہ زمانہ تھا کہ رافضی سمار یہ ملت اور انیس میر کے تمام واجبات کیلئے

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت قدسیہ کو انتساب کر چکی تھی۔
خدا کا واقعہ نزول وحی نبوت کے حواش گذر چکے تھے اسلام کی تبلیغ
کی آواز عشیرہ اقربین سے گذر کر "ام القریٰ" میں گونج چکی تھی۔ مگر
اس نے دین ظاہر ملت عالمہ کا جو چاہتا تھا دکھانے میں اسلاف پرستی کے
اوصاف موجزن تھے۔ انہوں نے بڑھاپوں تک اپنی خود تراشیدہ مجھوٹوں
کی تائید میں سرشار ہوتا تھا۔

راہگیروں میں اور مکہ میں آکر بار بار کرنے والوں کے اوارا عرب و
مسافروں کے کان کو طے ہو چکے تھے۔ مکہ سے جو ہر جاتے وہ اسکی خبر کو
ہر اپنے شناسا ملنے بھلنے والے کو قریب سناتا تھا۔

اس عرصہ میں مکہ سے کوئی مسافر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
کے بڑے کی طرف گذر آیا۔ اسی لئے کہنے لگے کہ "در شاید وہاں ٹھہرا ہوگا۔ بات
میں بہت پیدا ہوئی۔ معلوم نہیں حضرت ابو ذر کے خیالات سے اسے پہلے
سے واقفیت تھی یا اس وقت ان کی گفتگو سے اسے معلوم ہو کہ آپ بھی
ایک خدا کے سامنے والوں میں سے ہیں۔ بہر کیف اس نے کہا "ابو ذر!
یہ تم جو کہہ رہے ہو مکہ کا ایک شخص اسی کا مدعی ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے اس پر کلام نازل فرمایا ہے اور اسے اپنا انجیل بتا رہا ہے۔ خدا کا حکم
کہ اس کے علاوہ اللہ کسی نبی سے کوئی واسطہ نہ کہو" اس نے تو رورادی
میں یہ خبر سنائی لیکن ادھر حضرت ابو ذر کا دل بیہوش پڑا۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اگر ہر قصور کی گنگناہٹ نے ان کے دل و دماغ کو روشن کر دیا

گورنر آکچر سوچ کر آپ کا ایک قسم گئے اور خود ساختہ طمانیت اور سکون
 عاری کرتے ہوئے (بجائے اس طرح جبکہ ایک پروگرام و ناکام کو چرچہ محبوب
 ہو گیا ہو اور آنے والوں سے کسی کی غیریت و صلاح ایمنی اندازہ کے
 ساتھ پوچھتا ہے۔ انہیں کو آپ نے اجماعت دی اور اصل مقصد جس کو بے غرض
 اسلوب مگر دلور و فظوں میں ادا کیا ہے، میں اسے بحسن بخاری شریف
 سے نقل کرتا ہوں۔

”اگر حکم الیٰی حظک الوادی فاعلم فی علم
 هذا الرجل الذی بینہم انه بنی یاتیہ
 الخبوص السماء واسمع من قوله ثم یلتفی“

(بخاری ص ۵۵۵)

”اس دہی کو کہلو کوئی مصافق نہیں مگر ہاں میرے لئے پر کرتے
 آنا کہ جو اپنے کو نبی خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمان سے اسکے
 پاس خبریں آتی ہیں ذرا اس کی حالت دریافت کرنا سنا کہ وہ کیا کہتا
 ہے یہ کہہ کے بھڑانا“

”اگر حضرت انہیں مثنیٰ الیٰی تو مگر کو روانہ ہوئے اور ہر ایک شعور
 انتقاد بخلاف جو ان کے رخصت ہوتے ہوئے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
 کے دل و فکر میں بکھڑکتے لگا۔ وہ کہہ کر اسکی شدت بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ اس
 سختی کو آپ اسلام لانے کے بعد بھی نہ بھولے تھے اپنی داستان سناتے
 ہوتے فرمادیتے تھے ”خراٹ علی“ انہیں نے بہت دیر لگائی تھی۔

کہہ دیا کہ وقت قریب ہے دل کی بے چینی کی دعا آسمان سے اتر چکی ہے۔
 ستنے ہی سنبھل کے بیٹھ گئے اور نہایت اضطراب کیساتھ سر ہلکاتا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کرنے لگے۔

”اگر اس کا اصلی وطن کہاں ہے؟ کس قیلے کا آدمی ہے مکہ کے کس
 خاندان سے اسکا تعلق ہے؟“ راہگیر نے سارا نشان و پتہ بتا دیا کہ مکہ کا آدمی
 ہے اور قبیلہ قریش کے ممتاز خاندان کا آدمی ہے (مطبوعات ابن سعد ص ۵۴۳)

استور پوچھ کر آپ چہپ ہو گئے۔ دلائل ایک انجمنی کی خدمت تھی
 جو رہ کر مکہ منظر کی طرف ان کی گھسیٹ کر لے جانا چاہتی تھی۔ لیکن کچھ اپنے
 بت پرست بھائی کا خیال کہہ کر شرک ماس کی خاطر سے دل میں اس الگائے
 کو دبلنے بیٹھے ہے، جو تبلیغ کے بعد ہر لیے دل میں خود بخود بلا کسی دلیل و
 محبت کے پیدا ہوتا ہے حقیقت و العف کا ایک دریا تھا جو روح ابو ذر کی
 میں جوش زن تھا۔ نہیں سمجھتے تھے کہ کیا ہے کمزور ہے؟ مگر تھا اور جھکے
 ہتھکان سے ٹکلیں تھیں۔ سمجھیں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔ مگر وہاں تو سلوت
 آپ کی پیشانی پر ہم رہی تھی آپ کے رشد و ہدایت کا سامان آسمان پر کیا
 گیا تھا۔ انہیں نے یہاں تک آپ سے انکر کہا ”بھائی جان میں مکہ جاؤں گا
 آپ ذرا اونٹوں کی نگہداشت فرمائیے گا ان کے چارہ پانی کا خیال
 رکھیں انشاء اللہ بہت جلد واپس آتا ہوں۔“ (اسلم و طبقات ابن سعد)

ایک آواز تھی یا بجلی صکری رد تمام قومی و عوام پر آنا فانا دوڑ گئی۔
 خدا جلنے حضرت ابو ذر نے کیا دیکھا۔ سامنے سے کیا چیز ترپ کر نکل گئی۔

بہر کیف دیر ہوئی تھی یا نہیں لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر یہ وقت بہت گزرا۔ اور شاید اس سے زیادہ شکایت کسی نژاد کو انہوں نے کبھی نہیں کی۔ حضرت انیس واپس پہنچے ایک معمولی انداز کیساتھ چلے اور پھر بولکھا کہ اتنی دیر تم نے کہاں لگائی۔ حضرت انیس نے فرمایا کہ اسی آدمی سے ملنے میں دیر ہوئی۔ اسکا طریقہ وہی ہے جو آپ کا ہے وہ اچھی حالتوں کی تعلیم دیتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھول گیا ان کرتب ہے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا "اچھا مکہ والے ان کو کیا کہتے ہیں؟ کیا آدمی سمجھتے ہیں؟ انیس نے کہا کہ اسے کوئی شاعر کہہ رہا ہے اور کوئی کہن کہتا ہے۔ حضرت ابوذر رضاعی یعنی اللہ عنہ اس موقع پر غایت نشاط اور مسرت کے ساتھ اپنے اسلام کی حالت بیان کرتے ہوئے خاص اس مقام پر فرمایا کرتے تھے، "انیس حالانکہ اچھا شاعر تھا مگر اس نے یہی کہا کہ صاحب میل نے شعر کے اوزان پر ان کے شعروں کو خوب جانچا۔ شعر تو وہ یقیناً نہیں ہیں مگر کہن تو نہیں کیونکہ انہوں سے بھی ملا ہوں ان کی باتیں سنی ہیں لیکن اس شخص کے کلام کو ان کی گفتگو سے کوئی واسطہ نہیں۔ قسم خدا کی وہ سب کے سب جھوٹے ہیں لیکن وہ سمجھا ہے۔ (طبقات و محمل سند)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوا اور چھنے کی ضرورت نہیں ناچ حسب دل گرفتوں کا ہم خیال و ہمدم ہو جا سکے۔ اسوقت اطمینان کی خوشحالی دلوں میں محسوس کی گئی ہے حضرت ابوذر کے سینہ کو بھی اسی سے معمور کھنسا جاسیجے۔ حضرت انیس کے خیال کے اس انقلاب نے ان کے تمام غم غلط کر دیے۔

اور ایک مصروف لہجہ میں فرمایا

ما مشفقینی معارف (بخاری)

میں جس مرض کا علاج چاہتے ہیں اس کی «دوا نہیں لے» اور وہ کہانے لاسکتے تھے۔ اسکے بعد کہا کہ انیس! **ا** کفافی اذہب فانظر (طبقات) تم میری جگہ اب گھر لو تاکہ میں جاؤں اور میں بھی تو دیکھوں کہ کن ہے کہ ساری تڑپ اور زنجیریں اسی ایک نقطہ سر کیلئے تھیں اور آہ لا سوقت تک۔ کتنوں کو ہے۔

سفر مکہ معظمہ :- یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت ابوذر رضاعی رضی اللہ عنہ اسوقت کیا کرتے تھے لیکن شیز کے بل نے صدیوں کے بعد اس اشتیاق اور بے چینی کی تصویر ان لفظوں میں کھینچی ہے جسکا نقل کرنا اس موقع پر ناموزوں نہیں

- ۱۔ خرمکس در دگر میں دران بروم راحت جانی فزنی جان بروم
- ۲۔ تھیں صبا اول بیدار فانی طاقت بہو اداری ان سرو خراماں بروم
- ۲۔ دلم اور دشت زلالی سکند گزشت رشت بر بندم و ناما سک سلیمان بروم

توجہ :- (۱) وہ بڑا خوشی کا دن ہوگا جب میں اس دیوان مترن سے کوچ کروں گا راحت ہاں اور محبوب کی طلب میں راہی ہونگا۔

(۲) — جب میرے دل یہ بیمار اندھیم بے طاقت کیسا تھو سر و خراماں مجبور کے عشق میں جاؤنگا۔

(۳) — میرا دل سکندر کے قید خانہ کی وحشت میں ہے سامانِ بازو کہ

خفا رہی جنی اللہ عز و جل کو نہیں ملیں لیکن جگر سوسختوں سے اب بھی پوچھ سکتے ہو۔
 چکے سلسلے قید خفزا اپنے سکرانے ہوئے ناصیب عدل سے لیکر ایک فدا ہوتا
 ہے اور شرف و لے سپر ترپ توپ کر بھی اپنی جانوں کو کھو بیٹھتے ہیں
 ”فی لمحیوتہ حیوتہم والسمات معاتہم“

اسکی سستی کو لمحیوتہ نہ پہچان کر میری بی بی قسمت کہاں ہے ہاں وہ بتا سکتے
 ہیں جو روضہ ”سمن“ یا محلہ ”لجنہ“ کی گل بیڑیوں سے وارفتہ ہو کر

دافلہ مکن نصیب مست ماشور بد گال کرما
 با خاک کوئی دوست بخروں شکر کیم

چلاتے ہیں۔ کہ تکلی آفری تنہا

زناں بیشتر کہ عکر کر فکرم یہ گنزد

بگوار تا سقا ملی روئے تو بگزریم !

کے علاوہ کبھی بھی کچھ نہیں رہی فطرتی لہجہ و حسن ماب و بیروز قنی اللہ
 لا قتلایع بھہ۔ ”ہر کیف کشیفنت ناریدہ کا مکر میں داخل ہو ۱۱۔ مس دیار
 میں آپ کی کھسی سے جان بچاں کب تک سلنے حرم نظر آیا۔ سیدھے، بیطرف

سلسلے ۱۔ حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک سے اللہ عظیم پاک
 و علم نے فرمایا ”صا بیہن بیقی و محبوی مروضۃ من صا یا صو
 الجبہ“۔ (میرے گھر عروب روضہ مطہر ہے) اور میرے درمیان جنت
 کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

سیلہاں کے تخت تک پہنچوں گا۔

(۴) درہ اور چوٹ کر سرجم بایہفت

(۵) تذکرہ دم کر گرائی غم سرحد زونے

(۶) بہر اداری اور زہ صفت قصہ کن

تو حصہ (۷) اس کی راہ میں میرے سر کو قلم کی طرح جانا چاہیے دل درد

بھرے اور چشم گریاں ہو کر جھاڑی گا۔

(۵) میں سے سنت مانی ہے کہ کاش بھی یہ غم ختم ہوں تاکہ مجھ کے سیکہ میں

شادیاں اور گنجست گانا ہو اپہنوں۔

(۶) میں سے عشق میں ذرہ بے مقدار ہو کر قصہ کرتا ہوا چمکا رہا پتھر و خورشید کے

کوارے پڑے چٹپٹوں۔

بالآخر ذرہ اڑا ہوا خفا کے خاوا وادہ میں چشمہ نور شید سے ملنے کیلئے

پیدا کیا گیا تھا۔ محمد بن اسحاق بن محمد بن حسن کا تلبہ لواء کی سادگی میں کہ اس کی

ہیٹھ ہر ایک جھوٹی کسی سادہ مشک پانی سے بھری ادھی ہوئی تھی۔ اور زمین میں

مٹھوڑے سے متعل کے دلنے تھے۔ تانی ش محبوب میں تن تہاں جہاز کے رنگتوں

کوٹے کرتے ہوئے وہاں جہاں تھے جہاں جاتے کے بعد پھر انہیں کسی جگہ

جلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جذ بہ شوق نے سنزلی کو سنا کر کیا اور سلسلے ملک کا سوا نظر آ کر تھپتایا

جاسکا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے کبھی کسی افغان سے

امید کی کسی کو اس طرح مٹوڑے سے ہوئے دیکھا تھا یا نہیں۔ اب وہ حضرت ابو ذر

تشریف سے گئے اور ایک عکس مسافر کی طرح خدا جانے کبھی کے انتظار میں وہیں کہیں کوئے میں پرہے ہے۔

۱۔ مکہ مکرمہ میں تین دن۔

حرم میں قریش گھوڑا اٹھرایا آتے جہتے رہتے تھے اور ہو سکتا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت جلا کر کسی سے دور بہت کر کے اس آستانہ تک پہنچ جاسے جس کے لئے قید و نفاذ سے بچنے کی دلدلی، جلا و درداں سے حرم تک لائے گئے لیکن یہ طبع غیور کو گوارا نہ تھا کہ اس آستان کو جس سے زیادہ گزارنا پڑتا ممکن نہیں بہت پرستوں کے کیلئے سے سر پر رکھا جائے۔ یہی رائی مل ہے۔

”فالتمس البیہ صبا لہ علیہ وسلم وکوکا ان یسأل عہ“

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دھو دھو کر لاسکو تا پائند کرتے تھے کسی سے بوجھیں۔“

آپ کو یقین تھا کہ وہ مجھ سے جھپ نہیں سکتے۔ لگا ہیں، شریگی دل پہچانے گا کسی تلاش میں دن گذرتا جاتا تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں تھی کہ مقل کے کرنے پر کچھ ساتھ تھے وہ بھی ان کے پاس نہیں رہے نہ بیل خالی تھی گرہ میں دھیلانک نہیں تھا بھوکے حضرت ابوذر کو بے چینی کر دیا تھا بہت ممکن تھا کہ انتظار کے پاؤں کو وقت لگ لگ جاتے آپ کی آن لوٹ جانی لیکن برسرستی ایسی تھی جو بھوک کی ترشی سے بتر سکتی۔ آپ نہایت لمبیاں سے اٹھتے اور از سر کی چند جگہ سے تھوڑی دیر کیلئے اسے نکھا دینے پھر گرستان کو اس سے زیادہ جواب آپ کی طرف ۳۰ دن کے عرصہ میں کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی اول کھینچا اور

چند گھنٹہ حلق کے پار کیا ادا ہیں۔ (مسلم و طبقات) عینک اسی طرح جب صبح کا آفتاب طلوع ہوتا تو حضرت ابوذر کی نگاہیں اسکی روشنی میں صرف اس آفتاب کو تلاش کرتی تھیں جس سے مدد کی راست دن کوئی تھی رات ہوئی تو اسکی اندھیر بڑھیں آپ کی نظریں اس تارے کو ڈھونڈتھیں جسے دنیا کے سینکڑوں بھٹکے ہوئے قافلوں کو سیدھی لگہ نہدی پر ہمیشہ کیلئے لگا دیا۔

انتظار تھا تو ختم نہیں ہوتا تھا فراق تھا جس کی جگر سوزی آتا تھا بڑھ مہی تھی۔ بہر حال تین دن کی اس طویل مدت میں علاوہ اس واقعہ کے اور کیا کی حواوت و توجہ پذیر ہوئے مجھے اس کی تفصیل زیادہ نہ معلوم ہو سکی۔ اور تو کچھ نہیں کہیں ان میں ہر سخت تو ہر صحت ہے حتیٰ کہ علامہ فرطی کو مجھ پر ہو کر لکھنا پڑا۔ ”حق بتطبیق ہیں اس وایت ہیں تکلف مشاہدہ“ و دوسروں میں تحقیق دینی میں سخت تکلیف ہے (فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۰) حافظ ابن حجر کے مشورہ سے یا ماباہت کے نتیجے سے میں نیچر تک ہیں پہنچے ہوں اس کی ترتیب درج ذیل ہے۔

پہلا واقعہ :- یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کے بعد بھی حرم حرم کو نہیں چھوڑا جو موصوف تھے وہ بندگی میں اسلام ہوتا ہے انہی دنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوصاف سے لگ رہا کر یہ ایک عمر بہت تھوڑی تھی لیکن فہمیت کی بہتری میں اس وقت بھی کیا کلام ہو سکتا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک طرف ایک شکستہ حال مسافر پر پڑا ہے آپ کو

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ہستقامت سے
فائدہ : "الاستقامہ خبر من الف الکوامہ" کو خوب
 واضح فرمایا ہے اس کے علاوہ یہ بھی خوب واضح ہو کہ آپ زہد و شریعت
 بہرہ وجود کرامت ہی کی کرامت ہے کہ یہ شفا کے ساتھ ساتھ خدا کا کام بھی دیتا
 ہے جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اسے آزمایا اور یہ سب بھی آزمایا
 جاسکتا ہے۔ "تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ" آپ زہد و شریعت ہے آپ کوثر

امتنانِ شہید کی پیدائش ابو ذر رضی اللہ عنہ کی پرورش

یہ ایک ماہ پرچہ ہے حرم میں پڑے ہوئے زہد و شریعت پرچہ ہے
 ربیل بھی خاں ہو چکا ہے۔ خدمت کے کوچہ نے ساتھ تھے وہ بھی ختم ہو چکے ہیں۔
 چھوٹے چمکتے ہیں تو ہارین المین سے اٹھتے ہیں و زہد سے چند گھونٹ پانی پی
 کر بھوک کی شدت کم کر لیتے ہیں۔ نہ بھوک کا حساس ہے نہ پیاس کی پریشانی
 نہ منزل کا پتہ ہے نہ کسی سے پوچھتے ہیں بس ایک انڈیاں ہی کیفیت ہے
 کہ جس کو ہر مقصود کو ڈھونڈھنے کیلئے ہیں دلی کبھی اس کو پہچاننے کا ہی ناکیں
 کبھی اس کو تاویں گی ہی آفتاب طلوع ہو تا ہے تو تنگ ہیں دن بھر اس آفتاب کو
 ڈھونڈھتی ہیں جس کی روشنی سے روح کی سب تارکیاں دوڑ رہی ہیں۔ رات
 بھاتی ہے تو نیند نہیں اس چاند کو تلاش کرتے ہیں جس کی روشنی میں راستے چمک اٹھتے
 ہیں۔ دن رات ایک نہ جستجو ہے کہ کسی طرح اس جواب جہاں آوا کا نظارہ ہو
 جائے۔ لمحہ لمحہ سو زہد و شریعت کا ہے اور انتظار کی گھڑیاں طویل تر ہوتی جا رہی ہیں

دھم آیا قریب اگر دریا فتن کیا

کہاں کے آدمی ہو۔

ہم من السوجل :-

حضرت ابو ذر نے کہا۔

”من خف اس“

حضرت علی نے فرمایا کہ

قدالی منزل اللہ

مقصود یہ تھا کہ میرے گھر میں مسجد میں تکلیف ہوگی۔

حضرت ابو ذر کو کہہ دیا تھا چلے گئے تھما چلے گئے تھما بعد ازاں تو مناسب دجوات

ٹپے اور چسپ چاہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ گھر تک پہنچے

خود فرماتے ہیں نہ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھا اور نہ میں نے کچھ کہا۔

صبح ہوئی تو سیدھے حرم پہنچے۔ یہی زہد اور مشک رکھ کر مکہ کی

کوچہ و بازار میں شام تک مصروف جستجو ہے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ سورت کے

بعد چوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دیکھا کہ مسافر اب تک موجود

ہے۔ اپنے گھر فرمایا۔

”امان اللہ ان بحرف منزلہ“ سچا آدمی کیلئے اپنی فروگاہ کی طرف جا کر

وقت نہیں آیا؟ ”آپ لکھے اور کھنڈہ اس کی خاموشی کے ساتھ آج کی

رات بھی گزری ایک دوسرے کو کیا معلوم کہ دونوں ایک ہی دفتر کے کچھ نہیں

حضرت ابو ذر گھر پہنچے کہ حرم میں گئے اور دن بھر کھڑے رہے

لیکن قسمت بھلا رہی تھی کہ وہاں وہیں حرم میں بیٹھ دیکھا کہ پھر کی ہوتی ہے۔

جذبِ عشق و مستی میں اپنے محبوب کے بارے میں کسی سے پوچھ ہی نہ وہ تو پہلے ہی ان کے محبوب کا دشمن تھا وہ ان کا سوال میں کڑک گول ہو گئی اور پی قوت سے چلا یا "اسے صابی" چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اس قدر مارا کہ بھوش ہو گئے۔ نہ جانے کھس دقت ہوئی آیا، خون میں لت پت تھے بڑے اطمینان سے زمرم ہرگے، خون صاف کیا پانی پیا، اور پھر کی جگہ آئیے اور دے کی پٹلی میں کوئی جنبش نہ ہوتی جذب کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی دھننگ ہوتی تھی میر محبوب امیر محبوب۔

وہ شخص جو اس قدر جرمی تھا کہ تن تنہا رات کی تاریکی میں تمام فلوں کو روٹ یا کرتا تھا بڑے بڑے بہادروں کو ناکوں پہنے بیٹا دیتا تھا۔ ہاں یہ وہ عورتوں کا محبوب چشتی و چالاک کا مٹا ہر کارتا و رہا اپنی ان قدر اتار مسامی پر خوش وود و خمیں و صل کرتا وہی شخص میدانِ شستن میں بولیں پٹ دہ ہے کہ ہو لہا ان ہوا جا کہ ہے دل چھن گئی مشکل میں جاں لگتی آفت میں رکھا ہے قدم میں نہ اب کہنے محبت میں۔

قدرت سے ان کی ہدایت کا فیصد فرمایا تھا کہ ان کے خیالات میں غلطی انقلاب برپا ہوا۔ رہنمائی سے "تا تب ہو گئے اور خدا سے واحد کی پرستش کرنے لگے کسی نے پوچھا آپ کس کی نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا، اللہ کی۔" یہ اس نے پھر یہ بھی کس طرت رُخ کر کے؟ جو سب میں فرمایا "چند مراد جھکا دیتا ہے" اس اللہ کے بندے نے اس جاں نکل واقعہ کے بعد بھی حرمِ محترم کو نہیں چھوڑا، جو دھننگ تھی وہ بندھی رہی۔ ایک دن حضرت علی کو مراد اللہ و جہد کا ادھر

کو لگے ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک طوطہ حال مسافر بڑا ہلکا ہے آپ کو بہت ترس آتا ہے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ رات علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزری پھر صبح حرم میں آگئے، یعنی زنبیل اور شک کہ کھ کھسب کی تلاش میں باہر چلے گئے۔

لے میرے فخر کرب تک ختم ہوئی ہے میری طلب

اس کو چھو ہوں دھونڈھنے جو ابھی ملا نہیں

شام تک مجھ کو تلاش ہے لیکن ناکام لوٹے مغرب کے بعد پھر علی رضی اللہ عنہ

عزیز شریف دے۔ وہ ان کو گھر لے گئے یہ رات بھی، کسی حرج خاموشی سے

تک گئی صبح ہوتے ہی پھر حرم میں آگئے رات ہوئی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ

تشریف لائے اب ان سے نہ کیا آخر جو جہد کیا۔ آخر تم کو کیا چیزیں ملانی تھیں

کس ضرورت سے کہنے ہو؟

بولے۔ "اگر جہد کرتے ہو کہ میری رہنمائی کر کے تو بتاؤں گا" جھکا لیا۔

فرمایا۔ "میں نے سلسلہ کو مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے

یہ سن کر علی نے اپنے بھائی کو بھیج دیا لیکن شفقی نہ ہوئی" خود اس سے ملنے آیا ہوں"

حضرت علی کو مراد اللہ و جہد ان کو لے کر اتار دیا جو صلی اللہ علیہ وسلم پر

"سنجے" اور نیرنگی باتیں ہوئیں۔ "وہ انہوں نے مجھ کو پانچوں میں پانچ دے دیا"

امشبہ ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدا کا ورسولہ"

دھر کتا گئی وہ اور ادھر آگیا دل میں

بڑی ہو نہیں سکتا کبھی دھڑکتے پائل میں

کھڑے رہ کر وہی آتے ہی حرم میں پہنچے اور کفار کے جمع میں کھس کر یہ ضرور لگے۔

پھر کیا تھا؟ لوگ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اتنا سارا گھبراہٹ میں نہا گئے
حضرت عباسؓ نے کہا کہ ان کچھان کچھان کیونکہ یہ اس قبیلے سے تھے جہاں سے اہل
حرب تجارت کیسے بکھڑی لایا کہ سب سے تھے یعنی حضرت عباسؓ میں شہ عہد نے
کتھہ فریقیش کو احساس کیا کہ جس قبیلہ سے تم بکھڑی لاکر آنا، وہ بکھڑی کا بیٹ بھرتے
ہو یہ ابوذر غفاریؓ اسی قبیلہ سے ہیں آج تمہاں پر ظلم برسر ہے کہ توکل تمہارا
دہن سے کھڑی لانا مشکل ہو جائے گا فلہذا ان پر ظلم نہ کرو کہ تمہاری مصیبت رنگ
نہ ہو جائے۔ چنانچہ کٹھہر مکہ نے حضرت ابوذر غفاریؓ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

۲۔ تبلیغ اسلام :-

بزرگ و نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے بعد کھڑے اسام پر کھڑے
وہیں دایسے لوٹے اور تیغ اسلام کا کام کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے آپ کے بھائی
ابن ابی طالبؓ اور والدہ عائشہؓ اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر زینب بنت جحشؓ، زینب بنت
جحشؓ کا قید خانہ آدھ اسلام ہو گیا اور حبیب اللہؓ نبوت کے ترخص میں سال
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت
تک پر ابغاث مسلمان ہو گیا تھا اور منزلہ دولت و عار سے انسانوں کو براب کرنے
والوں کے قلوب کو طریقہ کی تلامذہ سے آداب کو چکے تھے ہر غفار ہی کے خیر میں کلام
کی تلاوت جاری تھی، علم و تہذیب کیلئے بے لگ اپنے ملے ہاتھ بڑھا رہے تھے
میں مناجات و استغفار کرتے ہوئے غرض کتب کا تپ نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے
ان کے قلوب کو پھیر کر رکھ دیا تھا۔

۳۔ صحبت نبویؐ کی بہاریں :-

سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت ابوذر غفاریؓ
رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں تبلیغ اسلام فرماتے رہے جب سارا قبیلہ اسلام کی
دولت سے سرفراز ہو گیا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نبویؐ میں حاضر ہو گئے۔ مدینہ
طیبہ میں آپ کا سارا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کا حصول، حضور کی
خدمت گزاری، حضور سے پیاری باتیں کرنا، و فرمودہ زبان رسالت سے
ملحق سیر کرنا سمجھ کر نہ تھا خود فرماتے ہیں :-

” میں حضورؐ کی خدمت میں رہتا تھا، اس سے فایز ہو کر مسجد میں آتا تھا۔“
” مسجد اس امر میں (۵) لیکن مشغول نہیں ہو گا کہ اس نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلمؐ میں تھوڑا سا حال، چنانچہ یہی ہو گا کہ آپ کو اس دوران فانی رسولؐ کا سر نہ ہو تمام
نصیب ہو گی۔“
ابوذر رضی اللہ عنہ فانی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :-

حضرت ابوذرؓ سر کھڑے بد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک اپنی زبان
ہونے والے عشاق میں سے تھے جس کے کہ اپنی خوشامیختی و رشتہ داری کو رسولؐ کا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے قریب کر دینا ہی تو معجزہ دین و ایمان ہے
خود فرمائیے کہ سید عالمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مسئلہ کو بیان فرماتے
میں جو اسارا پنا یا تھا سنتو، اور فرماتے رسولؐ ہونے کا تھا فضا بھی تو ہے کہ اس کو
نقل کرتے وقت دہی بادش اختیار کیجئے۔ ابوذرؓ کے آثار و سوانح نے محاسن
کی تاخیر کرنے والے، امراء کے رویہ پر عامہ مسلمین کو جو کچھ پڑا، ارشاد فرمائی کہ

عشقی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار رہی :-

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے قلبی تعلق کی بنا پر اس نامی گہری تھیں کہ حضور آپ کو اسرارِ خاص کا عرم بھی بناتے تھے اس لئے آپ کو صاحبِ سرِ الہی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی کہتے ہیں۔

جب آپ سے کوئی حدیث رکھوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے کی خواہش کرتا تو فرماتے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جو اسرار بتائے ہیں وہ نہیں بتاؤں گا ہاں ان کے سوا جو چھٹا چھٹا ہو چکا ہے۔

بارگاہِ رسالت میں آپ کو یہ بھی اعزاز ملا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری پر اپنے ہمراہ آپ کو بٹھایا، گو یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور ہی کہہ کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانت کا بھی شرف نصیب ہوا اور ایسے خوش نصیب صحابی میں بہت کم ہی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو عزت و ذرات پر قیام کے موقع پر مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام امام بھی مقرر فرمایا تھا، اسی تقرب اور نزدیکی کا اثر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ابوذر کی زندگی گویا محوِ معبود کا سرِ قیام بن گئی۔

آپ جب بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیتے تو چہرہ اور منہ لہجہ میرے دوست، میرے پیار سے کہہ کر ڈکڑکتے چمکے چمکے ہوتے ایک حدیثِ ملا حظہ فرمائیے۔ اور اپنے قلوب کو نور سے بھر دیتے :-

”اوصافی حبیبی ہشلاہٹ بصلاہت الضحی والوقت“

قبل النور والصبیاء ثلاثہ ایامہ من کل شہر

(مسند احمد ص ۵۵)

”میرے محبوب نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، چاشت

کی نماز، اور دوسو سے قبل پڑھنے کی اور ہر ماہ تین بار

رکھنے کی“

فائدہ :- آپ کی روایاتِ حدیث کی تعداد ۲۸ ہے

ان میں ۲۰ متفق علیہ ہیں اور ۸ میں بخاری اور مسلم منفرد ہیں

آپ سے خلدی و سان، ادیب بن و سب، جہنی، خرشہ بن یزید، ہبیر بن

اصنف بن قیس، عبد اللہ بن صامت، زید بن زبان، عبد اللہ بن شقیق

عمر بن یحییٰ، عبد اللہ بن عقیل، قیس بن عباد، مرثد بن مالک، بن زید

و غیر کم سے روایتیں کی ہیں۔

(تہذیب الکمال ص ۲۹، تہذیب التہذیب ص ۲۹)

علم و فضل : حضرت ابوذر علم و فضل میں جلیل القدر صاحب "فہم صحابہ" میں شمار ہوتے ہیں حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو علوم و فنون باطن کے منبع البحرین ہیں وہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :-

"ابوذر نے اتنا علم حاصل کر لیا ہے کہ لوگ اس کے غمخوار کرنے

سے عاجز رہتے اور اس تھیں کو اسطرح بند کر دیا کہ اس میں سے

کچھ بھی کم نہ ہوا" (الاستیعاب ص ۵۹ ج ۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو علم و فضل میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے

برابر سمجھتے تھے (تذکرۃ الخلفاء ص ۱۱۱ ج ۱)

مختصراً قدس جسے اللہ جل و علاہ وسلم کی خدمت میں حاضر پاشی اور ہر چیز

کے بارے میں سوال کرتے رہنا آپ کا خوب مشلو تھا اسطرح آپ نے علوم کا کئی

سمیٹ لیا تھا۔ اور خصوصاً کے فرائض کی اشاعت و احکامات کے پھیلانے میں

کسی کی پہچان نہیں کرتے تھے۔

ایک بار ایک شخص نے آپ سے پوچھا مصلیوں نے صدقہ کی رقم میں

افساد کیا ہے کیا ہم ایسی حالت میں بقدر زیادتی مال چھپا سکتے ہیں۔ فرمایا

نہیں۔ ان سے کہو تو واپسی ہو اس کو لیں اور جو زیادہ بچا اس کو واپس کر دیں اگر

اس سے بھی وہ زیادہ لیں تو قیامت کے دن وہ زیادتی تمہارے میرزاں میں

کام آئے گی ان کا یہ فتویٰ ایک قریشی توجہ ان کھڑا سن رہا تھا۔ بول: آپ

فتویٰ کیوں دیتے ہیں کیا میرے بھائیوں نے آپ کو فتویٰ کا اختیار دیا ہے۔

صورت ابوذر نے فرمایا کیا تم میرے بھائی ہو اس وقت کی قسم جس کے

قبضہ میں میری جان ہے اگر میری گون پر کشمشیر رکھ کر بھی کچھ ہوا اور مجھے

یقین ہو جائے کہ روکن کھٹنے سے پہلے میں لے جو کچھ اپنے حبیب صلی اللہ

علیہ السلام سے سنا ہے اس میں سے کچھ سنا سکوں تو ضرور سناؤں گا۔

(تذکرۃ الخلفاء ص ۱۱۱ ج ۱)

ابن زیاد جب کو فز کا گورنر بنا گیا تو اپنے پیش رو صالح امر کے خلاف

جماعت کی قیادت میں تاجر کرنے لگا اس کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ

عنہ کے بھتیجہ عبداللہ بن مسعود نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسی

صورت میں کیا کریں اپنی مذہبی فرائض کی تائید کر کے وقت آجائے۔ عبداللہ بن

مسعود نے بیان کیا کہ پہلے یہی صورت ابوذر نے میرے زمانہ پر ہاتھ مارا اور

فرمانے لگے ۔ "سنو! میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس

کے متعلق پوچھا تھا کہ ایسی صورت میں میں کیا کروں گا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم نے میرے زمانہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا :-

صل الصلوٰۃ لوقتها فان تم ابی تم از وقت پر پڑھ لینا

اور کثرت فصل معہد ولا تقرب اب۔ اگر ان لوگوں کے ساتھ بھی نہ

افی صلیت فلن اصل معہم کا موقع جسے تو ان کے ساتھ بھی

(مسند احمد ص ۱۱۱ ج ۵)

پڑھ لینا اور یہ نہ کہ وہ بھی تو پڑھ لیں

ان کے ساتھ نہ پڑھوں گا

:- فضائل و خصائل :-

آپ کے زہد و ورع کی تریف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے :
 ”شاد و بول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
 ”من سواہ ان یبطل لی زہد عینی بن مویبہ فلیبطل لی بقیہ“
 جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے زہاد یا رسائی کو دیکھ کر
 خوش ہونا چاہتا ہے وہ بود کو دیکھ لے :
 معاش کی ضرورتوں کے پیش نظر ایک روز حضرت بود حضرت اقدس
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باگاہ میں عرضی سے کہ حاضر ہونے کو حضور مجھے کسی
 جگہ کا عامل بنائی۔ آپ نے فرمایا اے بود میں تمہیں کنزور پاتا ہوں :
 ”وائی احب لک ما احب لنفسی لانا صورت علی اثنین
 ولا کولین مال الیبتیم (طبقات بن سعد ص ۱۲۸)
 اور میں تمہارے لئے اسی بات کو پسند کرتا ہوں جو مجھے اپنے لئے
 پسند ہے ہرگز تم دعا دیوں کے بھی کبھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم
 کے مال کی توقیر قبول کرنا :
 حضرت ابوذر کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سانچہ میں ڈھائی
 تھا وہ اس خاکے کا ذکر فرمایا کرتے تھے : آپ کہا کرتے :
 ”میرے خصل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ کینوں سے محبت
 کروں اور ان سے ملنے جلتا ہوں اور دنیا میں اپنے سے کم تیر لوگوں پر ہمیشہ نظر کرنا

اور اپنے سے بلند مرتبہ پر ننگا نہ ڈالوں۔“
 آئیے اسی لقب حکیم دانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز موعظت تو مل جاتا

فرمائیے خود جناب ابوذر کا بیان ہے :

”مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لایا اور فرمایا کہ کیا تم ایسی بات
 پر محبت کر گئے کہ نہ کہے ہو تمہارے لئے جنت ہے میں نے عرض کیا
 جی ہاں اور پھر بیعت کیے بڑھادے : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا میں تم سے عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی آدمی سے کسی چیز کا
 رسول نہ کرنا حتیٰ اگر تمہارے گھوڑے سے کوڑا بھی نہ تیرے گرجائے تو تیرے
 کو خود لینا اور سے نہ مانگنا“

ابوذر رضی اللہ عنہ کو فقر محمدی کا کامل آثار بننے کیلئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نصائح فرمائے اور ابوذر جیسے جبرجائیل نے ان کو زندگی
 میں خوب خوب آنا بھی لیا۔ ابوذر کا بیان ہے :

”مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راستے سے چڑیاں
 اٹھا کر پھینک دینا بھی صدقہ ہے کسی بھی شخص کو راستہ تیار
 بھی نہیں ہے کسی کو دراندازی کی حد تک : اس کے کسی کام میں ہاتھ نہ
 دینا بھی صدقہ ہے اور تیرا اپنی بیوی کیسے تھک سکتی کہ نا بھی صدقہ ہے :
 حضرت بود فرماتے ہیں کہ میں کس میں صفت متعجب ہو کہ آدمی اپنی
 بیوی سے خواہشات کی تکمیل پر کیسے قویاں پائے گا تو کیا لگا لگا کر تم اس خواہش
 کی تکمیل کی : جا کر جگہ کرتے تو کیا یہ حرم اور گناہ نہ ہوتا روڈ پر نہ کہنا کیوں نہیں ؟

ہیں اُن کے متعلق بھی مغفرت کا اظہار ہوں۔

اشارہ کا جذبہ :- پاس وغیرہ کی پرواہ نہیں تھی، جیسا مملکت بہن لیتے، ایک دن بندوؤں کا سائبل اور صدر کھانا کھانے پر چھا "کی آپ کے پاس کوئی اہل کدیر نہ تھا؟ فرمایا، اگر کچھ تو تم ضرور اس کو میرے جسم پر دیکھتے۔"

اس نے کہا دودن پہننے میں نے آپ پر تہمت ملے ہوڑا دیکھا تھا۔ فرمایا، "تھا تو سہی لیکن میں نے اُسکے نشان کو دے دیا"

اُس نے کہا آپ سے زیادہ شہرت کون ہو سکتا ہے؟

آپ امیر حلال میں گئے اور محنت سہجے میں فرمایا "خدا تجھے بخشے تو نے دنیا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے کیا میرے جسم پر یہ چارہ نہیں۔ اس شخص کے پاس تو یہ کچھ نہ تھی۔ پھر فرمایا نے شخص میرے پاس بکریاں ہیں چٹکا میں دو چٹا ہوں میرے پاس گدھے ہیں جو بار بار دی کے کام آتے ہیں۔ غلام ہیں جو میری خدمت کرتے ہیں اور عید بطریقہ کیلئے ایک ایک حباب بھی میرے پاس تازہ ہے میں تم خود انصاف کرو کہ ان نعمتوں سے بڑھ کر کبھی کوئی نعمت ہو سکتی ہے بلکہ حب و کے بارے میں ڈٹا ہوں کہ مجھ سے اس بارے میں باز پرس نہ کیا جائے۔

:- کیفیت مجذوبانہ :-

آپ کا جذبہ ہمارے مجذوبوں کی طرح نہیں تھا کہ وہ حقوق اصحاب کا خیال اور نہ حقوق اشد کا دھیان نہ فراموش کی فکر نہ سنوئی کی پرواہ نہ ستر کا ہوش نہ صلاں و تسمیر کی تمیز کا جذبہ ایسا نہیں تھا کہ تمنا، روزہ، دیگر

اور شاہد ہوا صرف کن ہوں کا خیال کرتے ہو، ورنہ کیوں کان نہیں کرتے،"

:- اصدقی لمونین :-

ان تمام تربیتی فراہمیں کے خلاف کرنے کے بعد ابوذر کا بن کر کیسے کھر کر اور کن زور زبانت اخلاق سے سوز کر اُٹھوے اسے خود زبان و حق آزمائش سے سماعت کیجئے۔

"ما اظلت الحضر اور لا اقلت الغبراء علی ذی

لہجہ اصدی من الی ذی" (توڑی شریف، باب النایتان)

کسی زبان ولے پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور نہ ہی زمین سے

اس کا کونچہ ٹھایا جو بوذر سے زیادہ سچا ہو۔"

نمونہ فقر محمدی :- آپ کو دربار رسالت سے اصدقی کا لقب مل

رہا ہے اور کئی زندگی میں سرکار کے بعد بوذر غفاری جی، اشد عند آئینہ فقر محمدی

ہیں کہ زندہ ہے سادگی کا یہ حال کہ پاس کی بھی پرواہ نہیں کبھی صرف کبھی تھا

جسم کی پوشش کر لیتے تھے وہ اس معاملہ میں صلہ مست گروں کی ملاست بھی ان

پہلے خاندان نہ ہوتی۔ کبھی عربی جوڑا زیب تن ہوتا اور کبھی فقر کی گدڑی میں بھی نہایت

ہوتے۔ بالی پریشاں نہ ہتے ولا صلی الجی رہتی کوئی، اس حال میں دیکھتا تو نہیں اٹھا

کر کپڑے بدل دیتا۔ رنگ گدڑی تھا جو اسی حالت جذب میں دھوپ وغیرہ

سے سیاہ ہو گیا تھا ٹاٹ کا ستر تھا کسی نے بوجھا، آپ تو گدڑا کچوں نہیں ہٹولیتے

ہاتھ اٹھا کر فرملنے لگے "ہالہ و نیایش جو چیزیں تم نے اپنی مرضی سے نکال

اتنا بھی ہوا ہو گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دینی جو سنتوں سے بڑیاں اٹھنا بھی صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے اور ایسی بوی کے ساتھ ہم بستر ہوتا بھی صدقہ ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی تعلیم کی بنا پر شادمانی تھی اور ہر وقت اپنی بوی کو ساتھ رکھتے تھے۔ اور سرکار کی بیعت اہمال سے جو تعلیم ملتا تھا اس میں سے سال بھر کی ضرورت خرید کر ذاتی رقم خزانہ میں تقسیم کر دیتے تھے اگر کوئی چاندنی کے سکے ہوتے تو انہیں بیہوش میں تبدیل کر لیتے کیونکہ انہوں نے اپنے خلیفہ سے رشتہ تھا۔

”جس نے سونے چاندی پر کرہ لگائی وہ مس کے مالک ہے۔“

لئے اللہ سے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :- جب حدیث ہانا کا ذکر کرتے تو فرماتے تھے ”میرے لیے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے میں نے اپنے دوست سے لگنا ہے“ ”اتخلف بنی تیس ہادی میں کہ میں نے بہت القدر میں انہیں ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سن صرف اتنا کہتے تھے مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے“ ”پہنچ مار سکتے تھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے اور آج مانتے پھر بھی کہتے۔ حتیٰ کہ چوتھی بار ضبط کر کے حدیث بیان کی۔“

ایک مرتبہ خیال آیا کہ دنیا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے ہیں مگر خیریت میں کسی کو لگا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرعی امور سے آ۔ دہر گئے کہوں بلکہ وہ ایسے جلد سب تھے جو ہمارے بڑے بڑے ناقلوں سے زیادہ حائل اور ہوش تھے خیر نفس میں کو کسی قسم کی کوتاہی ان سے قطعاً نامیت نہیں فاضل وغیرہ میں کچھ بے فضا بھگیاں ہو چکیا کرتی تھیں۔ مثلاً کوئی پیر کوئی کر سکتے تھے یا مسجدوں پر یکدم سے کہا کرتے تھے۔ تھے اس کے باوجود کہ وہ بعض اوقات بے خود ہو جتے تھے۔ محمد کی جذبہ کا اثر تھا کہ اپنے محبوب کی باتوں کی کمی سے پابند نہ فرماتے تھے۔

حکایت :-

ایک مرتبہ کسی بات پر غصہ کیا تو بیٹھ گئے پھر فوراً ہی کچھ مٹے

بھری زمین پر لیٹ گئے تو چھا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟

فرمایا مجھے یوں شعلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غصہ کرتے ہیں سے جس کی کو غصہ آئے وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے لہذا اس سے غصہ جاتا رہتا ہے ورنہ کچھ لیٹ جائے۔

حکایت :- ایک مرتبہ ایک غلام جو حکومت کی طرف سے امام مقرر تھا کی امامت میں نہ زاد کی کوئی نہیں حکم دیا گیا تھا کہ اگر تم پر جہش غلام بھی مقرر کر دیا جائے تو اس کی اطاعت کرنا۔

”ذہل ابوذر رضی اللہ عنہ“ :-

آج کل نہر و تقویٰ اس کا نام ہے کہ سب کچھ چھوڑ دھار کر صبر و استقامت اور جنگوں میں نکل جانا چاہیے ہو حتیٰ کہ رشتہ داروں، محلے داروں اور آبادی سے دور ہو گا اتنا ہی ناہم بھاگ جائے گا۔ اور جتنا بہر حال اور اپنے میں مست ہو گا

”ہاں میری بیوی کا بھلا بھی خیال ہے۔“

فاطمد کا یہ سائل کے جواب میں صرف نعم ”ہاں“ کہہ دینا کافی تھا۔ صرف بات کو رنگین بنانے کیلئے فریادیں مایہ میری بیوی کا بھی نہیں بنیں۔ ایک طرف بات رنگیں بین لگتی اور دوسری طرف سائل سے مزاح بھی فرمایا اس طرح سے امینی کا مشکل سے اس بھی بڑھتا ہے اور، جنہیت دودھ پوتی ہے پھر رمل تکلف، کید و سرے سے گنگو ہو لے ہے یہ بھی حنین غلظ کا ایک طریقہ ہے مزاح ہاں تو صہاج اور نرم و مکروہ کی تحقیق فقیر کے رسالہ سلا کی پہیلیاں ہیں

پڑھی جاسکتی ہے۔

تعمیریت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : دیکھئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی بدولت ہر صحابی یعنی اللہ عز وجل غور و تدبیر کے ساتھ آداب و آداب کے ساتھ رہے۔ یہ خصوصیت تو ہر کرم کوئی اس میں سید نہ ہو اور برکتی نہ ہو۔ یہی ان کی تربیت کے چہ نہ نہ ملاحظہ ہوں۔

۱۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک جنگی غلام کو بڑا کہا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ابو ذر تم میں جا ہیئت ہے وہ تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے تم کو اپنی پرفیئت رک ہے ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے رنج دو اور غلط خدا کو خطاب نہ دو۔“ (ابوداؤد کتاب الادب)

فاطمد کا ۱۔ اس کے بعد آپ کا یہ حال ہو گیا کہ خدا رک دہشتناک فیرو سے آقا و صلوات کا فرق ہی مٹا دیا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ آقا کو کون ہے اور غلام کون ہے۔

بہشت میں ہوں گے اور میرا دامن جاننا مشکوک ہے۔ تو سے زندہ مفسد رہے ہوئے کہ کبھی آسانہ عاید پڑ سکیں جو اب ہلا ”تم اسی کے ساتھ رہو گے جیسے چاہتے ہو۔“

جوابات ایک مرتبہ اپنے محبوب سے مئی عمر بھر اس کو بھلا یا اسی لئے وصال نبوی کے بعد خود کو اسی حالت پر رکھا جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں چھوڑ گئے تھے۔ س

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے سلسلے کوئی کہاں سے ہمارا جواب لایا گیا

غیرت و حمیت دینی کے نمونے :-

(۱) ایک مرتبہ حضرت ابو بکر اشعری یمن کے گورنر تھے حضرت ابو ذر سے کہنے لگے کہ اس سے جھگڑ گئے۔ اور کہتے جاتے تھے میرے بھائی مرثیا، میرے بھائی مرثیا، لیکن یہ کہتے جاتے تھے ہم سے لدا ہو ہم سے دو ہو۔ یہی سلسلہ جاری رہا لیکن بعد میں راضی ہو گئے

ایک مرتبہ مسند کنبرہ حضرت معاویہ سے بھی گورنر گئے اسی مسند پر ایک مرتبہ لاٹھی اٹھائی اور حسب، چار رضی اللہ عنہ کا سر پھونڈ دیا، صرف لوگوں سے گورنر ہی نہیں تھے بلکہ مجوبانہ انداز میں مسکراتے بھی تھے۔

مزاح ابی ذر رضی اللہ عنہ وہ آپ کبھی مزاح بھی فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ان کا نام لے کر کسی نے پوچھا کہ آپ ابو ذر ہی ہیں تو فرمایا

ابو ذر رضی اللہ عنہ کو قصصی حکم :-

۱۔ خود حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :- میرے خلیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ مسکینوں سے محبت کروں، اعلان سے بدلنا ہوں اور فرمایا میں اپنے سے کم تیرہ لوگوں پر ہمیشہ نظر کروں اور اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں پر نگاہ نہ ڈالوں۔

۲۔ نیز حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا لاؤ فرمایا کیا تم ایسی بات پر محبت کرو گے کہ اس کے بعد تمہارے لئے جنت ہے میں نے عرض کی کہ ہاں اور ہاتھ جوڑتے کیلئے پھیل دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم سے ہمدردی چاہتا ہوں کہ تم کسی آدمی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا حتیٰ کہ اگر تم سے گھوڑے سے گڑ بھی تنہا کر دے تو اگر تم خود لینا دو مسد سے نہ مانگنا۔

نتیجہ و ترمیم :-

ظاہر ہے کہ تربیت کنندہ چنانکہ کامل تربیہ کا تربیت یافتہ بھی کامل داخل ہو گا۔ ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تربیت نے گہرے بار بار دیا لیکن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ خصوصاً رنگ میں رنگے گئے۔

فائدہ ۱۵ :- آپ اکثر سواری گرو سے ہر کرتے، زمین پر آپ نے کبھی نہ کھیلے تو بار بار بنائی، ہمیشہ کھیل کے خیموں میں رہا آپ، احتیاج کرتے، مدبر ترین شام یا ذبح جہاں بھی ہے یہی آپ کا مکان ہوتا ستر ہمیشہ ٹاٹ کا ہوتا جس پر ہمیشہ یہ اصداف مسکینوں آرم فرماتے۔ آپ کا اصل طرز، متبعا زینت

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرام ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے بعد کسی طرح بھی آپ نے مجروح نہیں ہونے دیا اپنی زندگی کو جس صفت، مشہ میں آپ نے رنگیں کیا تھا وہی رنگ اب سارے زمانے پر خفا سب کو دینا چاہتے تھے احتیاجی حق اور تزیین صفت کا فریضہ آپ نے "دم حیات سر بخام دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس عظیم تلبیہ نو اس کی زندگی کے مختلف مراحل کھلے بظہور علم مرتب کر دئے تھے۔

خیلی خیال :-

"مستند احمدی ہے کہ جناب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آراک۔ جہاں مع تنگ تین جہانے تو کم شام تکلیف کو حق کر جانا"

اس سے پیسے ابو ذر رضی اللہ عنہ دمشق میں تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ بلایا تو انہوں نے دیکھا کہ مدینہ شہر کی آبادی بڑھ کر کہ سلج تنگ پہنچ چکی ہے یہ دیکھتے ہی آپ کی زبان سے نکلا۔

"بشواہا لحدیدتہ لقا رقا شعوبا و حروب ت ل کلا"

(کامل ابن اسیر ص ۳۴) "خبر سے دو مدینہ والوں کو یک

تباہ کن خارت گردی کی اور یاد رہ جسنے وہاں جنگ کی"

علم تحریک و تہذیب کی شکل :- آپ شام کی جانب چلے گئے

کھیں بھی ناہور کی آگے بڑھتے آپ بڑی شد و مد سے اس کے خلاف

آواز بلند کرتے اور اصلاوح کی جانب لوگوں کو بلا تے۔ شام کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد ایک موقع پر آپ نے فرمایا :-

”خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ سماں کچھ ہی ہے اور مخلوق زندہ

کیا جا رہا ہے۔ سچے جھٹلاتے جا رہے ہیں، بغیر تقویٰ کے لوگ

خدا پر ضیاء اختیار کر رہے ہیں“ (ابوداؤدی ص ۵۵ ج ۲)

حق کوئی :- ابوداؤدی لکھتے ہیں کہ میری عمر ستر و شصت میں تھی ”خدا“

نامی عبادت جوئی تو اسی دوران (دوران) کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا ”تم یہ

جو عمل بنوا رہے ہو خدا پر بات ہے کہ خیانت ہے اور اگر اپنے ذاتی مسائل سے

سے ہٹا رہے ہو تو اسراف کر رہے ہو۔“

اسی طرح کچھ لوگوں نے حضرت ابودرد سے کہا کہ میری عمر بیستہ سال

کے خزانہ کو خدا کا مال کہتے ہیں ”حضرت ابودرد کو پتہ چلا تو ہنسی گئے اور ان سے

فرمایا ”تم سب تم سب ان کے مال کو خدا کا مال کہتے ہو“

امیر معاویہ : خدا آپ پر رحم کرے کیا ہم خدا کے بندے نہیں ہیں مال

جس کے پاس جو بھی ہے اللہ کا نہیں ہے پھر کس کا ہے ؟

ابودرد ! ایسا نہ کیا کرو مسلمانوں کے خزانہ کو مسلموں کا مال کہو خدا کا

تو سب کچھ ہے۔

خاص ذکر :- حضرت ابودرد کے مساعی میں سے ایک کا بیان ہے

کہ خزانہ کا یہ حال تھا کہ اگر ان کا کل اثاثہ الیبت، اگر جمع کی جائے تو اس شخص

کی عمارت کے دام کا نہ نکلا اور درتیب کے ایک آدمی کی چادر پر صرف اشارہ کیا

بہتر مہربان میں سکون سے رہا کرتے ہیں کہ ان کے گھر کا کل سامان دس دھم سے زیادہ کا نہیں تھا (ابن سعد ص ۱۲ ج ۲)

ایک بادشاہ کے امیر نے حضرت ابودرد رضی اللہ عنہ کے پاس تین سواریاں

بھیجیں کر وہ اپنی ضرورت میں فروغ کریں ”انہوں نے کہا ”کیا اسے میرے سوا

کوئی نہیں سوار تھا جسے وہ دھوکہ دیتا ہو میں تو محض سر چھپانے کو سہارا دودھ

کھینچنے بکریاں اور ضرورت کے لیے ایک لڑکی چاہیے۔ اس کے سوا اور کچھ ہو گا وہ

ضرورت سے زیادہ ہو گا (طبہ الاولیاء ص ۱۲ ج ۱)

۔ وہ نقصان بخو اور رضی اللہ عنہ :-

خدا ابودرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

۱۔ وہ ناپسندیدہ چیزیں میرے لئے کس قدر خوش آئند ہیں وہ ہیں

سوت اور فخر :-

۲۔ آپ فخرنا حرمت میں کو پسند فرماتے تھے۔ حیرت انگیز کا پائیزو

ترین زمانہ گزر جانے کے بعد آپ اکثر پڑ کر رہتے اور غم یا غم میں غم

آپ کی اہم معاشرے سے کسی نے آپ کے احوال دریافت کئے تو انہوں

نے بتایا کہ ”کان النہاد جمع یتفکون“ دن بھر تھوڑے ٹکڑوں میں گزارتا۔

۳۔ حوالہ بن حکام نامی ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابودرد

رضی اللہ عنہ کی ایک جہت میں تنہا نشین دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے تنہائی کیوں

اختیار کرنا فرمایا ”میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے

کہ تنہائی بڑے عمدہ ہے بہتر ہے“

۳۴۔ آپ نے فرمایا ”لوگ موت کیلئے پیدا ہوتے ہیں، دیران پہنچے آباؤ کرتے ہیں فنا ہونے والی چیزوں کی طرح و طبع کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں کو ترک کرتے ہیں۔“

الہام سماء۔ یہی رہایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابو ذر سے ملاقات کرتے کیلئے زبردہ گئے اور اپنی اہلیہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگے ”یہ عورت مجھ سے کہتی ہے کہ عزائی جی تو اس سے نکالیں وہاں جاؤ گا تو لڑکے مجھ کو دنیا کی دولت دیں گے اور میرے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جہنم کے پل کے سامنے میرے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے گناہ ہے بے گناہی ہو چھ لکھا ہی رکھنا چاہئے۔ (ابن سعد ص ۱۱۲ ج ۴)

حکایت :- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی عارف گوئی میں بزرگی سے بڑی شخصیتوں کو بھی درخشاں نہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابو ذر دیکھا کہ مکان تعمیر کر رہے ہیں، فرمایا: آخر تم لوگوں کی گردنوں پر بھڑکھڑایا ”ابو ذر وہاں بوسے اسے بھی میں تو ایک مکان بنا رہا ہوں“ مگر وہ بار بار وہی جملہ دہرائتے رہے۔

ابو ذر وہاں گئے کہا کہ شاید آپ کو میرا یہ مکان بخونا اچھا نہ لگا؟ ابو ذر نے جواب دیا ”کاش میں تمہارے پاس سے گذرتا اور تم کو گھر کی دکانیں دیتا۔ یہ جس چیز کو تاحس میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔“

حکایت :- ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آپ نے ایک تلوار دیکھی جس کے قبضہ پر کچھ چاندی لگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر کہنے

میں نے رگوں اندر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے :-

”جس نے پہلے اور سفید بن چاندی سے چھیر کر انہی سے قیامت میں درخشاں جلنے کا“ ابو ہریرہ نے فوراً وہ تلوار پھینک دی۔

یہ واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلوب میں اس دیوانہ برسرِ لب، شہیدائے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس قدر مقام تھا وہ سب محسوس کر سکتے تھے کہ ابو ذر جی کچھ کہتے ہیں وہ سب صحبت کی سرسبز تہوں کا لاشع ہے۔

فہم نو کے امام ابوالحسن صدوق نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا فرمایا :- ”زودت احد صحابہ یعنی صلی اللہ علیہ وسلم خدا رأیت الابی ذر شلیف“ (مسند احمد ص ۱۱۱) حضرت کے صحابہ کی زندگی دنیا پرست کی ابو ذر جیسا کہلی نہ دیکھا۔“

حکایت :-

حضرت ابو موسیٰ اشعری جو یمن کے گورنر تھے مدینہ آئے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی ابو ذر ان پر تھاپہ لگے ابو موسیٰ اشعری ان کی کمر سے پیٹ گئے اور سر جھایا، نبی سر جھایا، نبی! کہتے جاتے تھے اور دوسری طرف حضرت ابو ذر کی زبان پر تھا ”ایک عانی، ایق عانی“ مجھ سے دور ہو مجھ سے دور ہو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے جب انہیں برہم دیکھا تو کہا دو درجوں میں رہا تم میرے بھائی ہو، آپ نے فرمایا اب تم میرے بھائی کہا لے رہے تھے

یہودی، سو قوت تک جتنی حاصل نہیں ہوئے تھے۔ بہر حال وہ رنگ بہر
کشمکش ماسی پھر کہیں جا کر نرم ہو گئے، وہ درجعت و رافعت اور محبت کی فطری
سکالہٹ سے پیش آئے (حلیۃ الاولیاء ص ۱۸۱)

۱۔ اجتماع و ابائی در رسی لکھ غنہ :-

بہی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر صابی مجتہد تھا لیکن ضروری نہیں کہ وہ
اجتہاد امتداد سے بھی ضروری ہو، تسلیم یہی کی مجتہدات اشائے غیرہ سے حضرت ہذا
قدوسی رضی اللہ عنہ کے دل سے گزرتے، چاندی، سدا جواہر، ماسی و مساح، جہود
جلال منصوب و عزت، قیاسی کی محبت کدھو یا تھا وہ دنیا میں بندہ رمال
کی سادگی کو روح و ناپا پسینے تھے جس رنگ میں خود رنگے ہوئے تھے اسی
رنگ میں زما کو کہہ کر دیکھا جانے لگے، دنیا میں لوگ مجھ کے اور رنگے
ہوں، اہل ثروت انہیں دیکھتے ہی دولت کے اندر جمع کر لیں۔ آپ کو
ناروا کھتے تھے۔ آپ امراء مسلمین کی دولت و خست اور شان و شوکت پر کڑ
چلنی کرتے تھے۔ آپ تمام دولت مندوں اور مالداروں کو تو جمع کر کرتے
اس آیت کے ضمن میں شمار کرتے جو آپ کا منصف و قیاسی تھے۔

والذین ینقضون الذہب و الفضة ولا ینفقونہا

فی سبیل اللہ و ینفقو ہمد بعد ذاب الیمہ یوم ریضی

حلیہا فی نار جہنم فتکوی بہا بہا ہمد جہنم

و ظہود ہمد ہذا ما نکونہ الا لیسکہ و قد و ما لکنتم تنکونون

جو لوگ سونا، اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اسے خدا کی راہ میں نہ صرف نہیں کتے
ان کو روز ناک خدا کی تو شہری کشنا دو جس دن یہ پیریزن جہنم کی ایک میں
تپائی جائیں گی پھر ان کی پیشا یاں اور ہوا اوشتیں، ان سے دائمی جانیں گی
اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم اپنے لئے جمع کر کے رکھنے تھے پھر
اس کا مزہ چکسو۔

اس آیت سے مستفاد ہے۔ یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے حضرت امیر
مداویر ملتے ہیں کہ یہ آیت انہیں کے پاس ہے۔ حضرت ابو ذر اسکو
یہود و نصاریٰ اور اہل ایمان کے مٹانوں کہنے بھی کہتے ہیں یہود و نصاریٰ راہ خدا
میں دینے سے چھپاتے ہیں، حضرت امیر مدویر و غیرہ کا کہنا تھا کہ یہ حکم صرف
مکورات کے متعلق ہے۔ اس مسئلہ میں کعب احبار نے، انہیں فہمائیں کر چاہی تو
ان پر ماضی جلاوی اور غفلتاک ہو کر فرمایا:

”تو اس کو کیا بھروسہ تھا ہے قیامت کے دن، ایسے شخص کے قلب تک کو
بھگوانے کی مددیں گے“ (حلیۃ الاولیاء ص ۱۸۱)

نظر میں سبب گئی عہد نبی کی سادگی، ان کو
توکل میں قیامت کے لوگوں کو بزر و غفاری کو

وہم! شہر نبی نے جن کو چھلایا ہو سبب سے

بھلا خاص طریق وہ کس طرح لاسے دنیا دار کی کو

کامل ابن اشیر میں ہے کہ امیر مدویر نے بطور آزمائش ایک شب ایک
شخص کے ہاتھ ایک ہزار اشرفیاں دے کر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے

کے پاس بھیجا اور کسی شخص کو صبح فجر کی نماز کے بعد بھر بھیجا اور کہا کہ جا کر ان سے کہو کہ مجھ سے منسلک ہوئی امیر صومالیہ نے کسی اور کو دینے کیلئے بھیجا تھا۔ میں بھول میں آپ کو جانے گیا۔ وہ اشرفیاء مجھے واپس وے کر سمیست سے واپس لے گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹا تمہاری شرفیاء تو اتنی راحت ہیں ان کے خدا و خیر، اور مسکین کو بھیج دی گئیں، امیر سے پاس تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ امیر صومالیہ سے کہنا اگر وہ کہیں تو تمہیں روز کا موقع دلی تاکہ مل سکیں سے انتظام کر سکیں۔ امیر صومالیہ نے سن کر اقرار کیا، بیشک ابوذر جو کہتے ہیں وہ کہتے بھی ہیں (کامل ابن اثیر ص ۲۵۰ و ۲۵۱)

مرکبا لعثمان ابوذر رضی اللہ عنہما

جو کچھ کہتے اور کہتے تھے وہ انتہائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں کہتے تھے اور یہ حکم رکھنے والے انتہائی دوسل کی ہیں، تاہم بڑی محی کلام حدت امیر کا بھی پورا اتفاق تھا کرتے تھے۔

کسی طرح آپ کو شہر ہوا کہ امیر ابو یحییٰ مسکرا، خلافت میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کچھ ناراض ہیں، فوراً چلی پڑے اپنے قید کے کچھ لوگوں کو کھراہنے کے رد و دولت پر چاہتے تھے۔ عام طور پر امیر عثمان غنی اللہ عنہ کے دولت خاندان میں جس راہ سے لوگ نہیں جاکر تے تھے آپ اس طرف سے یکایک تہنیتیں اس نام ظلم کے بعد بلا لومہ لازم کہنے لگے۔

”اے امیر عثمان کیا آپ مجھے بھی ان لوگوں میں سے نہیں سمجھتے ہیں، اگر عثمان

نہیں ان لوگوں میں سے ہو کر اور ان لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ کون ہیں؟ ان کی علامت تو گھٹے ہوئے سر ہیں، وہ دن سے اس طرح دور ہوں گے سطور شکار کو تیر تو ذکر نکالا جاتا ہے اگر آپ مجھے بالاول کی لکڑیوں میں بٹکنے کا حکم دی تو میں ابھی فلک جاؤں گا اور شکار ہوں گا جب تک کہ آپ چھوڑنے کا حکم نہ دیں۔ اسی طرح اگر آپ فرمائیں کہ کھڑا ہو جا تو میں ہرگز بیٹھ نہیں سکتا۔ تاہم فیکہ آپ بیٹھنے کو نہ کہیں۔“

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لہنا کر اپنے قریب

بٹھالیا۔ (ابو مسعود مصلی ص ۴۴)

تم گھٹے میں گئے گھر نہ رہا
دل کا اسب کوئی مددغا نہ رہا

حکایت:۔۔۔ جن دنوں آپ زہد میں قیام پذیر تھے ابن مسعود فتنہ روز آپ کے ہاتھ پہنچا اور آپ کو سیدھا سادہ کھانہ لایا اور عثمان کے خلاف لگے اور ابو بکرؓ کو نہ کرنے کا اس کی سبب سمجھنے کے بعد آپ نے جواب دیا ”مجھ پر یہ باتیں پیش نہ کرو۔ اچھے امیر کو ذیل کرنے کی سعی نہ کرو جیسے ایسا کیا اس کے لئے توبہ کا اور ذمہ بھی دینا ہو جاتا ہے۔ خدائی قسم عثمان مجھے اونچی سے اونچی کوڑوں اور مینہ پھاڑ پر چڑھا کر پھانسی بھی دیں تو اے قبول کروں گا، صبر کروں گا اور غلط سے غائب کی امید رکھوں گا اور اس کو اپنے لئے بہتر سمجھوں گا۔“ (ابو مسعود مصلی ص ۴۵)

حکایت:۔۔ ایک دن کے دوران مسنی میں شور مچا ہوا کہ امیر ابو عثمان

قصر کی بجائے پوری نمازیں پڑھیں۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کے خلاف تھا اسی لئے خیر کرم ہو گئی۔ دوسرا اصل یہ بھی کہ یمن کے بعض بدوؤں نے مسیٰ کی قصر نمازی کی بنیاد پر گنہگاروں میں خود کو یا تھا کہ اب چار رکعت والی نمازیں دو دو ہو گئی ہیں اور امیر المؤمنین نے سارے مسیٰ کی بھی کیا تھا اس لئے اقامت کی نیت کر کے پوری نماز ادا فرمائی مگر سب کو حقیقت حال فوراً کیسے معلوم ہوئی۔ حضرت ابوذر کو پتہ چلا تو کھل میں آگئے وہ کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسیٰ میں ہمیشہ دو رکعت (قصر) پڑھیں سنے والوں نے سخت کلام سنا اور تہورہ کیساتھ خیال کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہہ سولہ کے طریقہ کے مطابق ہی کریں گے۔

مگر جب آپ نماز مکمل کی اٹھتے تو خود بھی چار رکعت ہی ادا فرماتے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ نے جو دوایسا کیا درخورد چار رکعتیں پڑھیں، اسی پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

”مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایک امیر ہونے والا ہے دیکھو اس کو کہیں رسول نہ کرنا جس نے اسے دلیل کرنے کے واسطے میں سوچا اس نے اسلام کے حقوق کو گروہ سے نکال باہر پھینکا۔“ (مسند احمد ج ۲ ص ۵۰)

غزوہ تبوک اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ :-

غزوہ تبوک میں صحابہ کرام بڑی آزما تشریف لائے گئے صحابہ کرام میں سے بعض نہیں شریک ہوئے۔ یہ بھی گئے، مگر ان کی فصل تیار ہونے کا

زمانہ قریب تھا صحابہ کرام دیکھ رہے تھے کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا، اتفاق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک منزل پر مؤخر ہو گئے جب قافلوں کو ملے گئے تو ان کی کمی نے کہا کہ ابوذر چھ گئے، وہ تو بھاگ لئے۔

حضور باقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لپٹا اس جانا نہ کیا اتفاق تھا پھر ان کے دل سے پوچھنے کی ہمت ہے آپ کو لوگوں کی یہ بات، ہمہ نامہ پسند ہوئی آپ نے لوگوں کی باتوں کو جواب نہ دیا بلکہ فرمایا ”جاے دو اگر اس میں خیر ہوگا تو خدا نے تمہارے سے تم لوگوں کو ملے گا۔“

لچہ ویر بعد لوگوں نے دیکھا کہ پیچھے سے کوئی شخص سر پر تھوڑا سا سماں، ٹھاسے دوڑتا بھاگتا چلا آ رہا ہے۔ پایا وہ کہ فرمایا، بلتے، کلاہتے، لوگوں نے خیال کیا کہ ابوذر تو آدمی نہ ہو سکتا یہ پھیلنے آنے والے شخص کوئی اور ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مجزبیاں سے نکلا کئی ایسا ڈر۔ ابوذر بھی بھولے۔

اور قریب آئے تو صحابہ کرام پکار اٹھے ابوذر کی تو ہیں، ابوذر کہا ہیں، معذرت فرمادینے کے میں پیچھے رہ گیا، قافلہ دور نکل چکا تھا اور اب کو بہت چلانے کی کوشش کی جب وہ ساتھ نہ رہے سکا تو اسے چھوڑ دیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

رسول غیب ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے غلام پر پیرا گیا آپ نے ارشاد فرمایا رحمہ اللہ اب ابوذر ہمیشہ وحداً لا ویموت وحداً

بعد ازاں ابوذر پر رحم فرمائے یہ اکیسے چلتے ہیں اکیلے مریں گے

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا سفر آخرت :-

(انہی ہفت روزہ خدام الیوم لاہور ۱۹ جون ۱۹۶۹ء)

:- منظر احسن و دیوبند کی :-

ہجرت کا، شیواں ساں اپنی ہستی فنا کیے ہوئے اپنے اخیر مہینے ذی الحجہ میں قدم رکھ چکے تھے عرب و عجم کی بیشمار وادیوں میں عشق الہی میں سرشار و مست ہو کر مکہ معظمہ کی ولولوں میں پھیل رہے تھے عراق کے مسافروں کی عزیز کے راستے سے زندہ کی ہر فضا سفر میں سے گذر کر۔ "لبیک اللہ لبیک لبیک لا مشوریک لک لبیک" کی دہ گنگا آوازوں سے ان دہلی چنگاریوں کو بھر کا رہا ہے۔ ہیں جنہوں نے ابو ذر کے کہنے کو آتش ان بنا رکھا تھا۔

زبدہ کے سامنے سے بوجھ جی مست۔ لباس میں پاب رہنے گذرتا آگاہ کچھ نہیں کرتا تھا تو کہلاؤں ابو ذر کے دل کو ضرور روند ڈالتا تھا۔ خصوصاً اس سال کی تمام محرومیت اسلام میں یہ اعلان عام طبع سے شائع ہو گیا ہے کہ اس سال بھی مدینہ کا روحانی و جسمانی سلطان اپنے حقیقی مالک قدس کے آستانہ پر جیسے نیاز جھک گئے تھے گا یعنی عام طور پر یہ خبر گرم تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حج میں بھی شریک ہوں گے۔

دور دور سے لوگ بیک کر شر و دکھار کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر مکہ آمد سے چلے آتے ہیں کہ طبعی و عجز کی دونوں مجال و جہول کا نظارہ بیک ہی سفر میں ملتا ہے۔ مختلف ملکوں کے صوبہ داروں، وادیوں کے نام بھی

اور کیلے اٹھائے جائیں گے۔ سہ
دولامتی عشق بڑی چیز ہے کسباب

یہ ان کا کرم ہے جسے دیو نہ بنا لیں !

تبصرہ اویسی خفاری

(۱) :- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دور رس نگاہ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی صرف تین ملکوں میں بیان فرمادی کہ ایکسے چلے ہیں (دیکھیں گے) تاخیر میں تے تحصیل میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر گزرتہ تھا گذر گئے ہیں کیسے گذرے۔

(۲) "مکوت و عدہ" دیکھ کر میں گئے آتے ولے اوراق میں خیر سیر نا اوارہ یعنی اللہ عنہ کے احوال آنکھیں عریض کر کے گھاٹے تھے تا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ انہوں نے جو عہدہ حاصل کیا ہے اس نے ان کو عہدہ کا تمام اہم و اہم کام سنبھال رکھا ہے۔

(۳) قیامت میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تہا اٹھنا بھی ہم آنکھوں سے دیکھیں گے۔ (انشائے اللہ تعالیٰ) اس سے اہل سنت کے عقیدہ عالم غیب کی تصدیق ہوتی ہے اس لئے اسام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا :-

اور غیب آپ سے کب نہاں ہو کھلا

جب خدا ہی تم سے نہ چھپا تم پر کور و لہو !

آہری تھی

بے دشت عسکر نہیں کہتی ہے وہاں

طاقتِ بندہ لذتِ دیدار بھی نہیں

ضعف کا یہ حال کہ دو ذمہ چلنا بھی دو بھر تھا اور حسرتوں کی وہ سینہ

زہدیاں کو جس طرح بھی ابراہیم کے سر پر چھنے والی نیکلی یا خدوں والی نازِ قلیطہ کی

مدح کو سنو کر نے والی بھلی ایک دندوں و حیاں پہن کر نہ جانی۔

لیکن جہاں صرف اپنی خواہشوں کی پابندی ہو وہاں باتوں کو کون بچھے

تہ۔ کہ جس پر وہ جلوس کے ناصیہ پر ان اللہ مفتی عین العیالین "اللہ

تمام مل سے متغی ہے آہستہیں حروف میں لکھا ہوا ہوا "میں یہ چاہتا ہوں"

آواز کون سن کے کلت ہے۔ اور ذرے چاہا، لیکن جسے اور چاہتا تھا، اس نے

نہ چاہا پھر کیا تھا تھی کہ زہد کا بیماریا ایک قدم بھی اہل سکسکا۔ آخر یہی کہا

کہ بیماریا، دردِ نقاہت نے لکھو کر کیا۔ حضرت اور ذریعہ اللہ عنہ میں پر شوکت

رج میں شریک نہ ہو سکے کیا کرتے تھک کر زہد کے خیمے میں پڑے۔

دہرہ کے بارشندہ سے ایک تو یونانی تھوڑے سے تھے۔۔۔ میں پر کل سرکاری

آدمی ان بیچاروں کو کیا علم تھا کہ انہی غیب میں کیا مستور ہے حضرت عثمان کی

آمد کی خبر سن کر وہاں کے کھل دی مگر مغل مدد نہ ہو گئے۔

زہد و بالکل خالی ہو گیا، زندہ نفوس میں وہاں صرف آپ کا ایک جسم

بیمار و آپ کے پہلے خیال۔ گئے اور بس۔ اور صرنا سک و زیارت کے

دن بھی قریب آچکے تھے کہ مسافروں کی آمد و رفت کا سہمد بھی بند ہو گیا

پر ولس نے جاری کئے گئے تھے اس سال خدائے واحد کے دیار میں اگر
ہیت افند کے خدوم عثمان سے مل جائیں۔

انفرضوں سال کی مختلف خصوصیتوں نے عشق کے بازار کو بہت زیادہ

گرم و تیز کر دیا تھا اور غلا ہر ہے کہ اسی حالت میں زہد کے درویش کی آگ

بھی جھکد اشتعال انگیز ہو کر جھک جاتی ہوگی اس کی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی

نتیجہ یہ ہوا کہ آخر بیماریا دل سے کام تمام کیا۔ مدست سے آہستہ آہستہ سلگنے

والی آگ دل و جگر کے ہر ریشہ میں ہو سست ہو گئی۔ جو جسم انسانی تھا وہ

از فرقہ، بقدم انکارہ اور نقطہ نگاہ ہو کر دیکھے لگا۔ حتیٰ کہ طاقتِ رفتار نے

ساتھ چھوڑ دیا تو قوں نے جو اب دیا اور جو کہ سال سفر میں مصروف تھا

بستر سر میں پڑا کامی کی پر نہ ٹھنڈے کی یادوں کے بعد اس طرح لیٹ گیا کہ

پھر کبھی نہ اٹھا۔

دنیب نے سمجھا کہ کوئی مادی بیماری ہے لیکن جنہوں نے آپ کے

حالات کا مطالعہ ابتدا سے کیا تھا وہ سمجھ گئے کہ جو بڑا ملکہ کسی کی طبیعت سے

پر لگا یا گیا تھا وہ اب گہرا ہو کر بیماری کی صورت میں نہ ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ

نے آپ کو اس درجہ تک کیا کہ باوجود قریب کے سب سے آگے پہننے والا سر بار

آج سب سے پیچھے رہ گیا یا رکھ لیا گیا۔ آپ جس شخصے میں بیمار ہو کر پڑ گئے تھے

اسی کے سلسلے میں روزانہ سچوں کا قافلہ اسٹگوں یا ادبوں کے ساتھ گذرتا تھا

اور آپ کے دل پر وہ کہ چوٹ پڑتی تھی۔ آرزوؤں کا دھواڑا اٹھاتا اور

تین داری کو زوری، انگریزی، ایک عجیب کشاکش تھی، ہر جن صوفی سے گویا آواز

مطرح کی سبب سے پڑی تھی۔

سبب جان اللہ کبھی کہ زبان سے کچھ نکل گیا تھا، فقط اس کو پورا کرنے کیلئے کیا کیا سامان ہوئے ہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ و عشق سے بلائے ملتے ہیں، مدینہ سے زندہ بھیجے جاتے ہیں حج کے بہانے سے زندہ خلی کیا جاتا ہے اور آہ کہ وقت بھی وہ رکھا جا سکتا ہے کہ رو کا راہی اور سر پر کسی کوئی بھی سنا کر میسر نہ آئے۔

”ایں ہمہ خوف بولتے تھے حان می شود“

کہ دفعاً ان قیامت یونیند کی قوتوں کو ساؤ، اور اس کے ”سے سر پہو ہوا“

طیبر حبیب سدا سامان تیار ہو گیا، دیکھو راگنا کر شر لکھ جو زبان سے ادا ہے تھے ٹھیک پورے ہو چکے ہیں کہ یکا یک اسی ہم کے میدان میں جہاں چند جانوں کے علاوہ دور دور تک شلیک کوئی پر سر نہ والے پر بندہ بھی موجود نہ تھا، ذرا بدھ کی صوفی، بشیر والی کالی تیار در در جہت یعنی ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حرم و محرم نہ سننے ایکے فتح مداری، خدا جاسے انہوں نے کیا دیکھا اور کیسے دیکھا سکر ذرا“
”جنگوں میں ملی ہوئی قوم آواز میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بستر سے آواز آئی
”تم کو کس نے گزایا؟“

یہی صاحب ”تہار اوقات قریب“ لکھا ہے اور میں محرم ہوں اتنی قوت نہیں کہ اس پتھر ملی زمین میں جہاں سے لئے کھود سکوں۔ اور آہ کہ گھر میں ایک ڈبھی بھی نہیں جس میں نہیں پلٹ کر دفن کر سکوں۔
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ یہیں کہ نہایت سکون اور اطمینان کیساتھ تھان

سامانوں کا جو اصلی منٹ تھا اس کو ان الفاظ میں ظاہر فرماتے گئے :-

”صمت روا اس لئے زور کہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ قطعاً تم لوگوں میں سے ایک شخص جو میل سسنان والوں میں جاتے ہو گے جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ نہ کر شریک ہو گا اور میں اس دن سے اندازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ موجود تھے ان میں سب کے سب کسی شہر یا آبادی میں وفات پا چکے اور صرف میں آکیلا رہ گیا ہوں جو اس وقت اس وادی بے کس میں جان حابی جاناں کے سپرد کر رہا ہوں۔ بس جاؤ راستہ میں جا کر بیٹھو، مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور آئی ہوگی کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹے ہوں یا پہلا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے“

یہی صاحب :- ”خدا جانے اب لوگ کہاں سے آئیں گے حاجیوں کی آمد رفت کا سلسلہ بدلا چکا ہے راستہ بالکل سسنان پڑ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم جاؤ تو کہو، جا کر دیکھو بھی تو: سمجھنے والوں کو اب جا کر معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس سے پہلے جو کچھ ہوا ہو گا“

سرور دستان سلامت کہ تو خیر زمانائی

کیلئے ہو رہا تھا، غضا کا بہا در جوان صید کا شوق میں کو دا تھا اس پر جو تیر لایا گیا تھا آج جا کر نشاندے پر بیٹھتا ہے۔

دعائی و حصولی یاس و ناکامی کھینچتے آپ کی بیوی صاحبہ ٹھہریں اور سرِ سرکے کھنکھارے
 اکر بیٹھ گئیں، مایوسانہ لگا ہیں اتنی تھک چھیلی کر کسی پینز کو انتہائی بے کھسی کے
 سہ تھوڑے صوفیوں پر تھیں اور پھر ناکامیوں کے بھوم میں واپس آجاتیں۔
 یہ سہلا آمد و رفت کا اسطرح قائم تھا کہ ایک ایک مہلت کے چہرے سے
 نصاب اٹا گیا اور اس کی خبر گرد و خوار کی صورت میں ایک جہت سے آگئی
 ہوئی صاحبہ کا اس وقت کیا حال ہوا ہو گا، لکھنے کی ضرورت نہیں مگر چنے کی
 صورت ہے۔ ہر وہ چاک ہوتا ہے اور اندر سے گرد نہیں اٹھائے دونوں
 کی ایک قطار انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ نمودار ہوئی اہم صعد کا بیان ہے
 کہ وہ اسطرح ٹرسے چلے آئے تھے کہ گویا بھاری پرندوں کی ٹولیاں سناٹے
 بھرتی ہوئی آ رہی ہوں۔ عربی عماموں والے شتر سوار گرد و خوار میں ڈوبے
 چمکے اسی پر ہوا رہتے۔ آتا فنا وہ لوگ بیوی صاحبہ کے سر پر پہنچ گئے
 ان لوگوں کی لگا ہیں یکا یک آپ پر پڑیں اس عالم تنہائی میں ایک حریت
 اسطرح کھڑا رہتا حیرت میں ڈال دینے کیلئے کافی تھا، تکلیفیں ڈھیل کر دی
 گئیں اور شت روک دئے گئے، جو آگے تھا اس نے آپ کو بھی صوب کر کے
 پھینچا۔۔۔ یہی صاحبہ آپ کیوں کھڑکی ہیں، آپ پر کئی حادثہ گذرا؟
 بیوی صاحبہ :- مسلمانو! ایک آدمی بیکارہ مر رہا ہے خدا را اس کے دفن کا
 سامان کرو!

اس کے بعد جو جملہ آپ کی زبان سے نکلا دل کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے
 کلیدِ پاش پاش ہو جاتا ہے یہ نیا زندگی بے نیازوں کا مرقع کچھ اسطرح نکلی

کے سامنے عریاں ہو تہ ہے کبدی بیٹھا جاتا ہے۔
 اور اگر باہر کو بیٹھائی جھس جھس کر صبح کر دینے والا ابور، آہ کہ وہی ابور
 کہ جس نے عشق و رستی میں ٹکر کاٹ دی تو حیدر دستِ کمال کی اشاعت میں دربار
 پھرنے والا ابور، محض آسمانی مجوسب کی رضا جوئی میں دولت و امارت
 سے کنہ کش ہوئے والا ابور، صرف اسی کی پوجا کیلئے آبادیوں کو چھوڑ کر
 جنگل بکھیر دیں کھیر کر زندگی گزارنے والا ابور، آہ کہ وہی، بوڑھا کراچ ایک جنگل میں
 جان ہے رہا ہے اور اسطرح جے رہا ہے کہ ت کی بیوی، دتہ اللہ مسافروں کے
 سامنے اسلئے کھڑی ہیں کہ ان کے گھن کیلئے جھیک مائیں۔

غنی حلق کی، استغنائے مطلق کی یہ کار فرمائیاں ہیں اس مدحی بادشاہ
 کی بیوی کی بات سے یہ لفظ نکلا "مقریروں اور صدیقیوں کا زہرہ آپ ہو جاتا ہے۔"

"اس بیچارے مسلمان کے پاس کھن نہیں ہے خدا ان کے
 کھن کا بھی سامان کرو! خدا کے ہاں جے پاؤ گے"

شتر سوار نے پوچھا کہ وہ کین آدمی ہے؟

آواز آئی ابور صدیقی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ سن کر خوش اڑ گئے حواسِ خوب ہو گئے کہ ہم کچ گئے، سننے والوں نے

شور برپا کر دیا، طبل بٹھا کر "وہ ان پر ہلے ماں باپ قربان ہوں۔ وہ ان پر

ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔"

اونٹوں کی پٹھیں خالی پڑ گئیں، کوٹے ان کی گردنوں میں لٹکا کر جیتے ہوئے

گراں و نالای، اقساں و خیریں، مر بیض کے جیسے کی طرف اڑے۔ حضرت ابور

نے یہودی کو ادھر بھیج کر اپنی بچی کو پکارا اور فرمایا :-
 ”بیٹی ایک بکری ذبح کر اور اس کے گوشت کو فوراً اٹک پر چڑھا دو،

گھر میں یہاں آ رہے ہیں جب وہ مجھے ذبح کر لیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک کھانا نہ کھا لیں، یعنی سواری پر سوار نہ ہوں۔“ اس کے بعد فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت، نبیؐ ہے جو کھاتی پیتی نہیں لیکن خوشبو نہ پھنتی ہے۔“ ایک نادر مشک پڑا ہوا ہے اس کو گھسنا کر پانی میں لادو اور تمام خمد پر اسے پھینک دو۔“ حضرت یہ وہ کہنے والے ہیں۔

وہ جسم کو چھو رہی ہے سسکرات کا عالم طاری ہے لیکن اس وقت بھی جو خیال عمل صورت اٹھ رہا ہے وہ یہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ ظلم عمل پر مطلق ہر جیسے۔“ خلیل ابوذر حضرت علیؓ سے بتایا ہے کہ ہماروں کا اکرام یہی کہ وہ یس گویا جان نکل رہی ہے لیکن جو قول ہمیں مہذیب پر کیا تھا اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

خیر یہاں تو یہ سامان ہو سکتے ہیں اتنے میں وہ دیکھا کی خوشامی شتر سواروں کی جماعت خیر کے اندر آگئی مسلمانوں کی اس جماعت کو دیکھ کر جال بلبل ابوذر کے بدن نے گویا ایک جھرجھری سی ل، یکا یک جوتہ اڑوا کی آخری وصیت ہو یہ ”الا فلیبلغ الشھدا الخائب“ دیکھو یہاں موجود ہے وہ خیر حاضر لوگوں کو میرا قول پہنچائے۔

موت کی تمام سختیوں پر خائب آگئی لانا لوگوں کو دیکھ کر فرماتے لگے

”تمہیں خوش خبری ہو تم لوگوں کے مستحق، حضرت علیؓ اور علیہؓ و آلہ و سلم میں شہرہ ستلگے ہیں“ یعنی فرمایا تھا کہ ”مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کے کفر جن میں

شہرہ ستلگے ہوگی۔“ حضرت علیؓ کو کفر ان شمس مسلمان ہے یا ظلم جن مسلمانوں کے ہے حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ جاہل نفس گراں یہ شہرہ ستلگے کسی ہو سکتا ہے اس کے بعد حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

”ایک اور شہرہ ستلگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو بچے سرگئے ہوں یا بیوی بچے سرگئے ہوں اور ان کی موت پڑا ہوں نے صبر سے کام لیا ہو اور صبر پر خواب کی سید گائی ہو یہ دونوں ہمیشہ جیلنے آگے کے شعلوں سے جدا ہو گئے۔“

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ نے جو یہ حدیث بیان فرمائی کمونا اس پر برا بیگز کر نیوٹا، تبلیغ کا عذر بدتر نہ تھا تاہم یہ بات اہل قلاب غور ہے کہ آپؐ نے خدا مسکراسی روایت کہاں کیوں بیان کی میں اس کا قطع جو اب تو نہیں دے سکتا پھر بھی کرائی و قیاسات کا مستعمل ہے کہ آپؐ کو یہ بھی جتنا مقصود تھا کہ دیکھو ابوذرؓ اس دنیا سے جاگے گا اپنے افعال و افعال پر بھر دوسرے کے نہیں جانا، اپنے صدقہ فاقات و خیرات پڑا نکاد کر دے گئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد نہیں کرتا ان چیزوں میں سے اسکو کسی بخر نہ اپنی کسی پر بھر دے سکتی ہیں۔“

ایسا کھنکھائی اب آپ کو گلاب و صیبت ہے میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے جو شخص بھی کھنکھائے وہ نہ تو کسی صوبے کا والی ہو نہ عرفی اور نہ ذاکر ہو۔ اتفاق تو دیکھو اگر اسی جماعت میں جتنے آدمی تھے قریب قریب ہر ایک ان مہدویوں میں سے کسی ایک پر مختار تھا۔ صرف ایک انصاری ہوان البتہ ایسا تھا جس میں ہر باتیں نہیں تھیں، وہی بول مٹھا کہ مجھ میں آپ کسی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں اور میرے تجلے میں وہ چا دیں بھی نہ رکھیں ہیں جن کے صوت میری ماں کے ہاتھ نے کاتے ہیں بعض روایتوں میں ہے کہ ان چاروں کو میری ماں نے بنایا ہے ورنہ ایک چارہ یہ ہے جو میرے بون پر پڑا۔ سنا کہ میں پیرے ہو جاتے تھے کہ کھنکھائے کالی دوانی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا ہاں تم میرے حسب منشا

ہو۔ میں نہیں کپڑوں میں مجھے کھنکھانا۔

اس گفتگو کے بعد روکی کیا باتیں ہوئیں موزخنی اس سے ماسکت ہیں البتہ ہاں طبقت ہی میں کہتے روایت کو جو ہے جو بظاہر حکم تقیہ اس روایت کے مخالف ہے۔ لفظ ابن تیم نے راذا معاد میں اس تضاد پر تہنید کی ہے اور بغیر کسی جواب کے آگے نکل گئے ہیں۔

میرے نزدیک دواواں سے اس میں جو شک ہوئی ہے القرب الی الصحت اسکی ترقیب یوں ہوتی ہے کہ اس کے بعد آپ صحت مند نہ بنے فرمایا کہ ”مجھے نہلا دھلا کر کھنکھائے پہنا کر مشرک پر لے جا کر ڈال دینا اور دیکھتے دہستہ سب سے پہلے سواروں کی جو جھانگ گزرسے ان کو ٹھکر کر لینا

ان صرف ایک سب سے کراس کے چند بچے مرچکے ہیں ارجم راہیں شاید اسی کو کشش و مغنرت کا ذریعہ بنا دیں فقط ایک ہی چیز ہے کہ جو ممکن ہے کہ رحمت الہی کی کاسکی طرف متوجہ کر سکے اور اس وقت پر کیا موقوف ہے یہ اوقات لوگوں نے آپ کو پہنچتے ہوئے بھی سنا۔

واللہ لودون ان اللہ عزوجل خلقنی یومہ خلقنی

مشجرجا قصدد و کونکل تشمروھا

خدا کی قسم میرے دل کی یہ آرزو ہے کہ کاش حق تو نے نے

مجھے جس دن پیدا کیا (کھائے آدمی کے) اگر میں یہاں اور نہ ت

میں کر پیدا ہوتا تو کاش دیا جاتا ہے اور جب تک کتنا نہیں لگ

اس کے پھل کھاتے ہیں۔

اور یہ تو ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ موت سے پہلے جس قدر خشیت و

خوف خدا اپنے دل پر غالب کر سکتے ہو کرو۔ ہر جب موت کی گھڑیاں سڑ

آجائیں اس وقت ہم اور بہشت کو پہنچنے سے باہر نکال کر اسید و بہشت و نخلان

سے دل کو بہرہ نہ کرو۔ شیخ الہامیہ اس وقت اسی شغل میں مصروف ہیں۔

اس کے بعد آپ کے دل سے ایک شورش انگیز روح فرساد و صلوات

آواز اٹھی اور بعد بہشت ریاس اٹھی، صحابیوں کے صلوات علیہ و آلہ و سلم فرمایا

لے کاش کہ میرے پاس اتنے پیرے ہوتے کہ میں میں سما کر لے

کھنکھنا لیتا تو میں اس کے علاوہ کسی کھنکھ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

مگر یہی نہ تو خدا کی مرضی ہے کہ پہنچے کھنکھ میں نہ پلٹا جاؤں اور آپ لگ

کہ یہ ابودردھ حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تم لوگ

اس کے کفن میں میری مدد کرو۔

۸ ذی الحجہ ۶۳۲ھ

”اَنَا لِلَّهِ وَآلِیْهِ وَارْجِعُوْنَ“

خدا کی ہر چیز خدا ہی کی طرف ہمارے والی ہے اگر وہ وقت عظیم آگیا، اللہ سے فرشتے اتر پڑے اور اس شہداء و شہداء و شہداء جان کو جس نے خدا ہمارے اس مختصری دور میں نشیب و فراز عام کے کتنے دور دیکھے اور خود اس قبر خاکی میں ہنس ہو کر کیا کیا کیا تھا۔

اس کو سینے کیلے دنیا کی محسوس سے نجات دینے کیلے تقدیر کیوں کے جبروت میں موت کا فرشتہ مشکبیز خیم میں پنے میزبان کے پاس پہنچا، عیاست اٹھنے لگے، ”نہیں جہیز نہیں تلووں کے سامنے چلتی پھرتی نظر آنے لگیں۔ ابو ذر نے جوتی ہوئی آواز میں دنیا والوں کو اس آخری لفظ سے مخاطب فرمایا ”قد کیرف میلا ریح کرو“

اس آخری حکم کی آخری تعمیل کر دی گئی اس کے بعد خلوص و محبت کے اندر ڈوبے ہوئے الفاظ نغمائے شہداء میں اس طرح گونجے۔

”بسم اللہ وعلی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“
ات پاک آوازوں کیساتھ خاک و آتش باد کے کرے ایک تار و شن

اور مقدس خلق سے ہمیشہ کیلے محروم ہو گئے۔
سراج مہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افار سے دیکھنے والا مہتاب

ٹھیک ۸ ذی الحجہ کو بدھ کے حوالہ افق میں غروب ہو گیا۔

”اَنَا لِلَّهِ وَآلِیْهِ وَارْجِعُوْنَ“

میرے مہر خفاہ خلی فی عبادی وادخلی جنتی “ کی صدائے مدح پر بدھ زمین سے اٹھی اور ہواں بلا کی گئی پہنچ گئی جس نے اپنے کو خدا کیلئے بنادیا تھا وہ نہایت امانت کیساتھ یہاں دفن ہو کر رہا کرتے ہوئے حلال حلال کی مستور کشتیوں میں غرق ہو کر جس کیلئے تھا اسی کے پاس چلا گیا۔

وَمَا كَانَ قَبْرِیْ هَلْکَ هَلْکَ وَاحِد

وَلَكِنَّہٗ بَنِیَانٌ قَوْمٌ قَتَلُوْهُ

مہذبوں کا سردار نہیں اٹھا تھا، فقری کی ایک جدید یادگار چھوڑ کر دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ آنکھیں بند کی گئیں، آنکھیں ملے ہاتھ سے جملے جنس دینے والوں نے نہایا، انصاری نوچان نے کپڑے نکال ڈالے اور اس جسم کو جس نے اسلام کے بعد خدا کی مرضی میں اپنی فریادیں کو جذب کر دیا تھا ایک غیر کے کپڑے میں کفن یا لیا حسب وصیف آ پکا جنازہ اٹھایا گیا اور عام گزراگاہ پر لا کر رکھ دیا گیا۔

ادھر کوفہ کے استہادہ المسلمین، معلم امانت، فقیر اسلام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عمر کا احاطہ ہاتھ ہوئے رخ ایک جماعت کے ملوک کوہ کے ارادے سے تشریف لائے تھے۔

آپ کو اس مناک مائیکہ کا علم تھا یا نہیں مجھے کیا معلوم تاہم پتہ چل رہا تھا کہ آپ نہایت تیزی کیساتھ اپنے اوزار کو جھگاتے ہوئے لارہے تھے۔

بات معلوم ہوتی ہے۔ ان کو اگر آنا تھا تو پھر خواہ مخواہ چند دنوں کھینچ کر رکھیں چھوڑا دیں اس سحر کو بالکل نہیں کھڑکھا۔ پھر پیر دو روز دینی خدمتوں کا یہ فریاد کڑھانے لگا کہ ”مجھ پر سراسر عین جو صحت و سکون کے سلسلے میں کبھی طرح درج نہیں ہونے رہ رہ کر میری زبان سے یہ مصرع جاری ہو جاتا ہے کہ صبح اسے زائبر کرم غرض زیر طوف خانہ چلیست
نہانہ کے بعد جنازہ اٹھا کن کا نہ صوبوں پر بٹھا اور کس کا تھا ہتھ پھیرت دیکھتے تو رشک و ضبط کی موجیں دلوں سے اچھل چھل کر نکلتی کی رہیں
ڈھونڈو جھٹے والوں کو تڑپا ملیں۔“

سب سے پہلی منزل کے پہنچنے پر غفاس کے سب سے بڑے انسان کو لیا گیا۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود مثلی نے عنہ اور لوگوں کیساتھ قبر میں اترے۔ اگر اس پر چھوڑ دے تو امانت کو جس سے زیادہ کئی بان دلائف ان پر تسمان نے کبھی سایہ نہیں ڈالا تھا اور نہ جس سے زیادہ مصیبت و راست باز اور کھوکھلی پختی پشت پر کبھی اٹھایا تھا نہ وہ نہ کی ایک کی عافیت اور کم زوری میں ابھرنے کیلئے مستحق غرض کی کیا کیا اور پھر آج تک موجود نمودار ہے عام زیارت گاہ ہے جس پر تنہا ہی چلنا تھا، تنہا ہی رہتا تھا وہ تنہا ہی عرصہ بلو و آزمائش سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ اور بڑے صوفیوں میں تنہا ہی سوچا ہو ہے تا نکو صیب اٹھنے کا دن آئے تو وہ حال و دن بھی تنہا ہی اٹھے۔ حقیقی جذبہ رستی کا چرچ لکڑی کے بعد گل ہو گیا لیکن اس کے بعد بھی حال کہیں اس کی روشنی پائی گئی یا اس وقت بھی پائی جاتی ہے وہاں کی کوئی نہیں ریز

شخصوں کا تہیہ ہے اور آئینہ سیوری ذہ و دماغ کے نہی محمدی علی صاحبہ
الف صلوٰۃ و تحیۃ کیساتھ جہاں کہیں کو کسی اجتماع کا اثر جاری ہے
مخبر صنی اللہ تعالیٰ صنفہ و صنف الذیوت

اتبعو باحسان

افترض قضا و قدر ہے جو کچھ چاہ وہ ہوا۔ دینی کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفیق و کے ساتھ کچھ تریمہ میں آگئے۔ بڑی صاحبہ اور آپ کی یتیم صاحبہ زہرا و ہاں موجود تھیں، آپ نے تسلی و تشفی کے کلمات ان کو کہے، خود بھی سننے والوں کو بھی سننے والا جب کہ نہ سکون پیدا ہو گیا تو چلنے کے ارادے سے اٹھے،

حضرت، ہذا کی صاحبزادی نے یہ چھ لکھا کہ اس شریف نے چلے! ابانے وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک آپ کو کچھ کھا نہ لیں ہمارے ہوں، انہوں نے اپنی زندگی میں بکری ذبح کر کے کھینے کا حکم دے دیا تھا جو کہ کپک کر کسی ہوئی ہے۔

یہ فرما کر کھانا پیش کر دیا، کھانا تو کھا کر چلنا چاہا لیکن مرنے والے کے اس خواہش دیکھ کر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دنگ رہ گئے۔ اور ہونا چلے ہی تھا کہ ابوزر وحشی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا۔ جب دنیا میں رہتے اپنی آخری سانس پر تھا اس کا یہ دعویٰ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ملوں گا جس طرح آپ نے مجھ کو چھوڑا ہے اسی طرح پر مدلل ہو جائے۔ حاضرین جو کچھ کھا یا چاہا کھانے والوں نے کھایا اس کے بعد عبد اللہ بن مسعود

- ۳۔ کامل ابن اثیر ص ۵
- ۴۔ طہقات ص ۹۲
- ۵۔ بخاری ص ۵۱۵
- ۶۔ مستدرک
- ۷۔ تہذیب الکمال
- ۸۔ زاد المعاد ابن القيم
- ۹۔ تہذیب التہذیب ص ۲۵
- ۱۰۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲
- ۱۱۔ کامل ابن اثیر ص ۴۴
- ۱۲۔ تہذیب ص ۱۱۴
- ۱۳۔ المہاذی ص ۵۴
- ۱۴۔ وغیرہ وغیرہ۔

فقیر خود بھی ان کتب کے علاوہ ان سے بہتر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا احوال نامہ تیار کر سکتا تھا لیکن مثنیٰ مخون کما لادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ مانتے اب بھی ما نہیں گے نہیں لیکن شرک کے فتویٰ سے خاموشی اختیار کر کے، فقیر کے متمدن مد محقق کا مسنون لکھا ہے "اور ان کے متمدن مدد بہ ہفت روزہ خدام الدین للہجر" اور اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر، اس کو بار بار ٹکرا سہے ستائے گا ہے ۵۱۹۹۹ء ۸۹۹۹ء کی اشاعت میں ۵۱۹۹۹ء ۱۹ جون کی اشاعت میں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

- اس مضمون میں مندرجہ ذیل امور بتائے ہیں تو جو ہیں۔ جو سبک اہنت کے نمونہ ہیں اور غافلین کے لئے ذہر قاتل۔
- ۱۔ سبحان اللہ کی زبان سے کچھ نکل گیا تھا اسی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

طبری نے اس کے متعلق دو روایتیں درج کی ہیں، ایک میں یہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے تمام اہل و عیال کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حلقے کر دیا۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو تسلی دلانے کے لیے کہ آپ کی وقت مکہ معظمہ نہ لہو گئے۔ اور حضرت عثمان کو اس جائگاہ حادثے کی خبر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا اور بجاتے، صلی اللہ عنہ کے آپ مدینہ زیدہ مکہ معظمہ سے لے کر راستہ میں زیدہ میں اسے اتار کر عزت و غرہ کر کے سب کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔

الغرض خود یہ ہوا وہ جو، اس پر دونوں روایتیں متعلق ہیں کہ "ضمیمہ عثمان بن اہلہ"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ذر کے اس ٹکڑے کو اپنے پاس رکھ لیا کہ کیا تھ بلیا۔ "فجوزا اللہ عنی وعن المسلمین خیر الجذاء" پھر دنیا نے ختم نبوت کے فیض صحبت کے اشتراک و شریعت و ہشیاری، بے کاری و کاری، خواہ و بیداری، نیت و ہمت کی اس عجیب ترکیب و جو کو کبھی نہیں دیکھا۔

(نور ط) یہ مضمون دیوبند کی فرقہ کے ایک مستمد طرک و متفق، مناظر احسن کامر تبصرہ ہے جو اس نے میرے مطالب کے مطابق کتب فزلی سے مضمون تیار کر لیا ہے۔ الامتیع باب ص ۱۲۳ ج ۲، ۲۰۳ تاریخ طبری ص ۵۵ (مطبوعہ مصر)

کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ابوذر تنہا موسے گا۔ خبر یہ علم غیب تھا فی العند۔ کل کیا ہو گا۔ غی غیب کہتے ہیں کہ اللہ کے سر۔ کسی دوسرے کیلئے سنا کر کہ ہے اس لئے وہ خمس لا یعلمین الا اللہ۔ پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ یہ بات عوام بھی اور بھی بہت کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور آپ کے طفیل ادیب نے کائنات کو بھی۔

۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیوی کو ملاوس دیکھ کر تسلی دی کرتے رہے۔ اس لئے نہ کہ صحابہ ایک جماعت کے ساتھ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قطعاً تم لوگوں میں سے ایک شخص ایک چیل سسٹن اس ولوی میں مانے گا جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ اگر شریک ہو گا اور میں اس سے اندازہ کر رہا ہوں کہ دبا پر جتنے لوگ تھے ان میں سب کے کسی شہر یا آبادی میں وفات پانچے اور اب صرف میں نکلا یہ گیا ہوں جو اس وقت اس وادی کی کسی میں دم توڑ رہا ہوں پس ہاں، دستہ پر جا کر بیٹھ، مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آ رہی ہوگی کیونکہ خدا کی قسم میں مجھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ سے مجھوٹ کہا گیا ہے۔“

اس سے یہ یقین ہوا کہ صحابہ کرم رضی اللہ عنہم کا کوئی عقیدہ تھا کہ حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی ولے جملہ حالات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہوا ہے۔

(۳۱) نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملک آپ کے غلاموں کو بھی اللہ تعالیٰ آنے والے حالات سے الگ فرمایا ہے۔ بیشمار واقعات سے ایک واقعہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بوقت وصال آپ نے بیوی صاحبہ کو دھریج کر اپنی بیوی کو لپکا اور فرمایا:

”ہیجی ایک بکری ذبح کر دو اور اس کے گوشت کو فرداً ایک پڑھ لکھا۔“

گھر میں مہمان آپ ہے ہیں جب وہ مجھے ذبح کر لیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں۔“

اس کے بعد فرمایا کہ ہماروں کی ایک جماعت آئیواں ہے، تو کھاتی بیٹی نہیں لیکر خوشبو تو گنتی ہے ایک نافہ مشک کا پتہ ہوا ہے اسی کو گھس کر پانی میں ملاؤ اور غایم پر اسے چھڑک دو، حقیر بے وہ کہے اے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر مہمان آ گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

کہا جاتا ہے کہ سیدنا میدان اور ویران مقام میں دیکھ کر اور ناز جنازہ کی عورت کے کھلتے سونے کر ابن البرک روایت ہے کہ مجھے یہی آپ نے ایک صبح ماری اور مجھوٹا نہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے، روتے جاتے تھے اور جا نہ ڈال سکے ہیں آپ کی زبان پر یہ لفظ جاری تھے ”میرے دوست، میرے بھائی،“ اقرار میں فرماتے ”سبارک ہو تم کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح فرمایا تھا کہ ابوذر اکلیا ہی چلتا ہے، اکلیا ہی موسے گا اور اکلیا ہی اٹھے گا۔“

فائدہ دلکا :- یقیناً ماسے یہی عقیدہ ہجرت برطانی کا ہے
جہاں نہیں صحابہ کرام سے کاشت میں نصیب ہوا ہے (المدرۃ علی ذالک)
اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ۱۰ صحابہ کے وراثت کوں ہیں، میں پڑھئے۔

میرت کے گھر طہام :- یہ جو کسکر منکوبین کالالت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ربو بندری و بالادارات کے ہمنوا فرتے آگے گور
ہو جاتے ہیں اور حرام حرام کی وارث لگاتے ہوئے نہیں تھکتے لیکن حال یہ
کہ جب اس تقریب میں کرتے ہیں تو ان کا حال عجیب ہونا ہے میں نے
ہجرت ان کے ایسے حریص بھی دیکھے کہ کھاتے وقت شلوار چلا رہے ہیں
وہ بھی کہہ دیتے ہیں تاکہ پیٹ میں کھاد سما سکے یا ان کی بیانی عادت بلکوں
کے بڑوں کی بھی یہی عادت ہے کہ ان کا قول و تحریر ہی مذہبِ اہل
اور علی کچھ اودھے یہی حال میرت کے گھر طہام کہہ ہے فقیر نے اس موقع پر
یہ ایک رسالہ لکھا ہے بنام "میرت کے گھر طہام" مطبوعہ سہیہ اس میں
متحدہ حوالہ جات اور قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں جہاز ثابت کرے
ہیں اور عدم جہاز کی صورت میں بھی۔ ان میں ایک س و افتو کا حوالہ بھی ملا خطبہ
کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واقو میں کسیدہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ
تہذیب و تہذیب سے فراغت پا کر پلنے کا اودھ کیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ
عنہ کے اہل خانہ نے پوچھا کہ کہاں تشریف لے چلے؟ اجے میرت کی
اور خدا کی قسم وہی ہے کہ جب تک آپ لوگ کچھ کھانا لیں سوار نہ بولیں

اپنی زندگی میں بکری ذبح کر کے حکم دیا تھا جو پیک کر کھیں یہ فرما کر کھالک پیش
عدمت کرو دیا گیا۔

ناتواہن :- رضاف فرسائیے کھانے کے پکھنے کا حکم ابوذر رضی اللہ
علیہ جلیل القدر صحابی سے سہا ہیں اور کھانے والے صرف ایک جلیل القدر
صحابی نہیں بلکہ جنوں صحابہ اور اس تفرہ و تکرہ تابعین میں۔ ان کی ہجرت
سابق مضمون میں پڑھو دیکھئے۔

عقبت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ و آیات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری کے چند گوشے
عرض کر کے ہیں اب دیات عرض کرتا ہے کہ ناظرین کو یقین ہو کہ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم حضور و رسالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علم عجیب کی کمال تھے
(۱) امام احمد مستند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ والی بیعت و طہارانی حضرت ابو

درواء رضی اللہ عنہ سے راوی۔

"لقد تركنا رسول الله صلى الله عليه وآله تغافل علينا وسلم

وما يحولك طائفة خارجيه في السهاء الا في كوننا منه

علمنا

تہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ اہل بیت

کوئی پرندہ آسمان پر نہ رہتا ہے تو اس کا علم کہیں ہے تو کب

اسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وعظ مبارک میں اس کا ذکر فرمایا تھا۔
فاشد کا :- یہ دو متبر صحابیوں ابوذر و ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اس پر مزید تبصرہ کیا گیا جائے لیکن یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور پر صلوات و تسبیح کو نذرہ دہ کا علم ہے اسے آج کی اصطلاح میں علم غیبی کہتے ہیں۔

(۲) خروج الحاکم و ابو نعیمہ صحت ام ذر رضی اللہ عنہما قالت لما حضرت ابی اذر الوفاة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لنقرنا فیہد لیموتن ورجل منکم یفلاک من الادمی ینہد عصاہ من المومنین و لیس من اولئک التفرء احد الا وقد مات فی قریۃ وجماعہ فاناک للک الرجل فابصری الطريق فقلت الی وقد ذہب الحاج و انقطعت الطريق فلیتنا انا و هو کذلک انا انا یوجال علی احالہم فاشھت نبوی فاسرعوا لی حتی وقفوا علی فحفصوا و لا قاموا علیہ حتی دفنوا و کان منہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ و کان رضی اللہ عنہ بالوبیذۃ و رضی ابن یزید و المدینۃ المنورۃ “
 (تحریر المد علیہ السلام ص ۲۸۵)

جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آپ ہی تو فرمایا میں نے دھواں مٹا دیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند صحابہ سے فرماتے رہتا جن میں میں بھی تھا ”تم میں ایک جنگل میں فوت ہوگا اس کے عرازہ کیلئے صحابہ کرام آئیں گے اب وہ سب مر گئے، ایک میں بچا، یہ بچا ہوں، لے میری زوجہ راستہ پر کھڑی ہو جا، عرض کی اب کون آئے گا، تمام لوگ تو جگہ کو چھوڑ کر سستے ویران پر پڑے ہیں، بہر حال میں کھڑی ہو گئی ہند لوگ دور سے نکلے، میں نے دوپٹہ پھیر دیا وہ سب میرے پاس پہنچ گئے، میں انہیں الوداع کے چوس لے گئی انہوں نے اسے دفنایا، ان میں زین سمود بھی تھے، ابوذر نذرہ میں مدفون ہیں وہ بڑے اور عزیز علیہ کے درمیان واقع ہے۔“

فوائد و حقائق

(۱) حضور صلوات و تسبیح نے فرمایا جب ہم نے ہند رفتا و کتب کے مال بھیجے تھے۔ تم میں ایک جنگل ویران میں مرے گا۔ ان تمام رفتا و میں سے اب صرف میں بچ گیا ہوں اور میں ہوں۔
 اس علم غیب پر سربراہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا اتنا بخیر عقیدہ ہے کہ نذرہ قریم کو فرمایا، جب آپ نے اس کے رونے کی آواز سنی، پوچھا کیوں سو رہی ہے بی بی نے فرمایا کہ اس ہوس کے میدان میں جہاں ہم جانوں کے علاوہ دور دور تک کوئی پروردگار والا نور بھی نہیں، ادھر آپ کے وقت قریب ہے، میں علمیت ہوں اتنی قوت نہیں ہے کہ زلزلے پھوٹل کھو سکوں اور کھڑکیں، ایک

دیکھی بھی نہیں کہ میں آپ کو لپیٹ کر گھس دوں، آپ نے اسے مذکورہ حدیث سنائی اور چوڑی کواکسی کا مصداق بتایا، یہاں تک کہ وہ بی کے اٹکا۔ درجنگل کا حال دیکھ کر اور بہت ہوس گئے۔ لیکن بی نے تنگ ہو کر کہا "خدا جانے اب لوگ کہاں سے نہیں گئے، حایوں کی آمد و رفت کا سسر بند ہو چکا ہے راستہ بالکل سنسان پڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا "تم جاناؤ تو میری دیکھو کبھی تو"۔ روتی دھوٹی ہنس و نا کامی کہہ تھو آپ کی لہائی صاحبہ انھیں اور شکر کے کنارے بکری بیچ گئیں، مایہ سانس لگا رہا تھا فقیر تک بھیل کر کسی چیز کو اٹھائی، کسی کے ساتھ ڈھونڈ نکھڑ رہی تھیں، اور پھر ناکامیوں کے هجوم میں واپس آجائیں۔ یہ سلسلہ مدور و رفت کا اسی طرح قائم تھا، ادنیٰ غلوں کی ایک قحط رفتاری تیز رفتاری کیسا تھو تھو دار ہوئی، اب یہ صد کا بیان ہے وہ اس طرح اڑے چلے گئے تھے کہ کوئی بھاری پرندہ وہ کی تو لیاں اڑنے لے بھرتی ہوئی آ رہی ہیں، غریب غاموں والے شتر سوار گرد و غبار میں ڈھسے ہوئے آتا آتا، بیوی صاحبہ کے سر پر چڑھ گئے۔ ان لوگوں کی ایک ایک نگاہ آپ پر پڑی، اس عالم تنہائی میں ایک حریت کا اس طرح سے کھلا رہنا، حیرت میں ڈال دینے کیے کا فی تھا۔ نکمیں، واصل کر دی گئیں اونٹ، دیکھ کر گئے، جو گئے تھے اس نے آپ کو غائب کر کے پوچھا، بی بی صاحبہ آپ کہاں گئیں کھڑی ہیں، آپ پر کبھی حادثہ لگا؟ بیوی صاحبہ، مسلمانوں! ایک آدمی بچا رہ رہ رہے تھے، اس کے دفن کا سامان کرو، منہ کے ہاں اجر پاؤ گے۔

فقیدہ (۲) سینا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے دوسرا عقیدہ واضح فرمایا کہ کھن دفن کا انتظام اہل ایمان کریں گے، اور عین اس کا جو ب، خود بتائیں کہ بی بی یاس ونا اسید کی کا شکلا ہے لیکن سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عقیدہ کو اور مستحکم بناتے ہیں کہ گھیری ہوئی کیوں ہے؟ میرا کھن دفن اہل ایمان کر چکے اب بتائیے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کھن دفن کیسے اہل ایمان نے کیا انہوں نے جن کے نام پر اس کا نام نہیں ہے یعنی جازہ کا نام وہ شخص ہے جس کی مرضی دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی مرضی قرار دی گئی اور جن کے عہد و علوم پر اعتقاد کرنے کی وصیت خدا کے ترخری ہو کر چلی، اللہ جل و اکر کو سہنے تمام دنیا کو فرمائے اور مصفوں میں ہنسن کی وہ جماعت ہے جن کے اسلام کی تقدیر میں سرور کا نکات، صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود فرمائی، اور جن کا بہتر حصہ ان لوگوں پر شامل تھا جن کے ملک سے عرب کے بنی، شمس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیان کی خوشبو آئی۔ اب یہ صد کا بیان ہے کہ پہلا گروہ مکمل ایمانوں پر مشتمل تھا، اب دوسرے نے دونوں گروہوں کے ذہنوں کے ناموں کی تفصیل بھی لکھی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

فائدہ یہاں بیوی کی گفتگو کے بعد دیکھا گیا، انہیں ہونٹیں، موزخیں اس سے سکت ہیں، ملاقات اربن سعد میں ایک اور روایت بھی مذکور ہے جو بظاہر بلکہ یقیناً اس روایت کے مخالف ہے، قریب الی الصحت کے نزدیک یوں معلوم ہوتی ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے نبی

دھلا کر کفن پہنا کر سڑک پر بھی کر ڈالنا اور دیکھتے رہا سب سے پہلے سو بڑوں کی جو جماعت گذرے ان کو کھڑا کر لیا کہ یہ بوجھ صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تم ملک ان کے دشمن میں میری مدد کرو۔“

اس ترویج پر کسیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی انگلی کی سزیدنا تائید ہوئی ہے کہ خود لوگوں کو ذرا یا تہیں کچھ نظر آئے یا نہ آئے، میرے جنازہ کو سڑک پر ڈال دینا، میری نماز خیار پر پھسلنے والے ضرور آئیں گے کیونکہ نبیؐ، خزانوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ اور کسی پر میرا ایمان و یقین ہے۔

جنازہ :- جب کسیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بند کی گئیں، انگوٹھے باندھے گئے، غسل دینے والوں نے نہلایا، انصار کی لڑائیوں نے کپڑے نکال رکھے اور ان جنم کو جس نے اسلام کے بعد خدا کی مرضی میں اپنی خواہشوں کو جذب کر دیا تھا، ایک غیر کے کپڑے میں کھنڈا لیا، حسب وصیت کہہ کا جنازہ اٹھایا گیا، اور عام گزرگاہ پر لا کر رکھ دیا گیا۔

اور کھڑک سے استقامت، مسلمانوں، فقیرانہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرام باندھے ہوئے مع ایک جماعت کے ملکر کمرہ کے راسے سے شریف لارہے تھے۔ آپ کو اس المناک سانحہ کا علم تھا یا نہیں مجھے کیا معلوم، ہم غلام ہر حال یہ تھا کہ آپ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ اپنے دشمن کو کھٹکاتے ہوئے لارہے تھے۔ قریب تھا کہ شکار خانہ جازہ بیکسی کبھی تو رستہ پر پڑا ہوا تھا وہ سواری کے نیچے آجیلے لیکن ایک آپ ٹھٹھک گئے،

جنازہ کو اس طرح چڑھا ہوا دیکھ کر اپنے اوٹھ کر دوک یا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی بٹھرایا۔ لوگ سڑک کے نیچے آئے، ان لوگوں کا انتظار کرتے تھے ان لوگوں کو دیکھ کر سننے آگئے اور کہا: ابو ذر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کے دشمن میں ہم یوں گوں کی مدد کیجئے

ایک زبردست دھک لگا جس نے اچانک، یہ مسعود رضی اللہ عنہ کو مدد میں زلزلہ ڈال دیا، اپنی لڑکی روایت ہے کہ کہنے ہی آپ نے، ایک تیغ مدد کی، نہ اپنے اور نہ اس سے آتر پڑے۔ رونے لگے تھے اور حالت انہی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے، میرے دوست، میرے بھائی۔

سہارک ہو تم کو بڑوں، اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ فرمایا تھا کہ ابو ذر آئیں جلتا ہے، اکیلے ہی مرے گا اور کیوں ہی ملے گا نا

حقیقہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ :- اس سے ثابت ہو کہ علم غیب کا حقیقہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی تھا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا حال دیکھ کر وہی فرمایا جو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اپنا عقیدہ بیان کرنے کے وقت۔

۸ ذی الحجہ ۳۳ھ :- کو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا لیکن حیرانی کی بات ہے کہ ان کو سارا کہاں زبرد اور کھڑک کا کمر جب ختم ہوا ہے لیا ہوا بھی گھر ہے یہاں سے سو کر میں بیل شادوں کو

کے علم غیب پر کھٹا پختہ ہیں ہے کہ کھجور وہ آگے نہیں، فرمایا ضرور یہ کھجور
ن کے کھانے وغیرہ کا استعمال ضرور ہوگا کہ وہ دور دراز سفر سے آنے والے مسلمان
گھر سے بھوکے نہ جائیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ
گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کسے کون اور کہاں سے آ رہے ہیں۔
فاصلہ کا :- اس سے ثابت ہوا کہ سیرت کے گھر کا کھانا حرام
نہیں بلکہ حلال و حلال ہے۔ جبکہ اہل اموات بسبب خاطر آنے والوں کو کھانا
کھاتے ہیں اور دوسرے کڑاں، موات، اگر ایسا ہی طریقہ رکھنا چاہیں
سیرت کے گھر کا طعام :-

قضاوند نے جو کچھ چاہا وہ ہوا و دفن کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کیساتھ کچھ ترابیم کے خیمہ میں آئے۔

یہی صحابہ اور آپ کی تیمم صابروزی دہاں پر موجود تھیں، آپ نے تسبیح
تشریف کے کلمات، ان کو کہے، پڑھیں، سجدے اور ان کو بھی سجدہ صحت سکون دیا ہوا
تو چلنے کے ارادے سے اٹھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس کی صابروزی دہاں سے

کہا کہ ہاں تشریف لے چلے؟

ہاں، وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی ہے کہ جیساکہ آپ لوگ کچھ

کھاتے ہیں سواری نہ ہوں، انہوں نے اپنی زندگی میں بکری ذبح کر کے پکے کا حکم

دے دیا تھا جو پک کر کھا ہے۔ یہ فرمانا کھانا پیش کر دیا۔ کھایا تو کیا ہوتا

لیکن مسکنے والے کے اس خلوص کو دیکھ کر عید شدت مسعود دنگ ہو گئے اور ہوتا

رضی اللہ عنہ نے عید کا آنا ایک محفل بے موقع ہی، ست معلوم ہوتا ہے، ان کو اگر
آتا تھا تو پھر خود بخود چند روز کیسے حج کو گھر چھوڑ دیں، اس کو محکمہ نکل نہیں جو
سکا پھر کہہ رہے تھے، جو ذرا سی شہر کی آمد کا یہ فرمانا کہہ دیتے رہا، کوئی آتا ہوگا۔
محبوب و محبوب، سر رہیں۔

علم حقیقہ اولیائے کرام :- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ کی اس کا رد، اسے کہہ کر دیا جلتے کہ اولیائے کرم کو کچھ ہنر نہیں

اٹھتا تھا، علم غیب متکشف ہوتا ہے تو بجا ہے۔ دلائل کی دیگر کیا تھی

یہ واقعہ بھی ایک دلیل ہے۔

پختہ حقیقہ پرفرمان جانیے :- لی بی صاحب کو کھانے

دقت نے والوں کی تاس میں بھیجا تو صاحب کو کھانا کر فرمایا، بیٹی ایک بڑی بکر

کر لیا اور فوراً اس کے گوشت کو ایک بڑے بڑے کھڑے میں مہمان سب سے دینا جب

وہ مجھے دفن کر لیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو فدی کی قسم دی ہے

کہ جیساکہ دکھا لیں اپنی مویوں پر سلاخ ہوں۔

اس کے بعد فرمایا "ہم ان کی ایک جماعت دے دے وہ ہے جو کھانا اپنی

ہنر لیکن خوشبو نکالتی ہے ایک تازہ شک کا پڑا ہوا ہے اس کو کھانے کی

میں سلا کر جسے پر چھڑک دو، متفریب وہ آئے دلے ہیں۔

انتساب کا :- خود زمرہ سیرت کے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو کھانا کھانے

الغرض ختم یہ ہو یا وہ ہو اس پر دلوں روایتیں متفق ہیں کہ ۔
ضمہ عثمان ابی اہلہ حضرت عثمان نے حضرت ابو ذر کے

ہاں ہوں کو اپنے ہاں ہوں کہہ تھے بھلا یا ۔

فجز و اللہ عناد عن المسلمین خیر الجزاء

حدیث نمبر ۱۰۰

عن أسماء بنت عبدید رضی اللہ عنہا ان ابی

صلی اللہ علیہ وسلم وحید لا ابا ذر فی نماز فی المسجد

فقال له الا اطارک فانہما فیہ قال فابیت انام

انی بیت غیوک قال تکلیف است و اخرج جویک منہ

قال علی بالیث ہر فقال تکلیف انت اخرج جویک من الشام

قال ارجعہ الیہ قال تکلیف اذا اخرج جویک منہ الثانیۃ

قال اذن اخرج بسفی فاقتل حتی اصوت فقال اورثک

علی خیر من ذلک تنقاد لہم حدیث قادح و تنساق

لہم حتی تنساق قول حتی تلقانی و انت علی ذلک ۔

رواہ توفیقہ عجیبہ نہ علی العالمین

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سہلے بوسے دیکھ کر فرمایا ، میں تم کو ہر وقت
مسجد میں سوا ہوا دیکھتا ہوں اسل و ج ؟ عرض کی میری کوئی ملکوتی نہیں ۔ آپ
نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ میں یہاں سے بھی نکالیں گے ۔ عرض کی کہ

چاہئے تھے کہ حضرت ابو ذر نے ، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات
پر سوخت کبھی عمل کیا جب وہ بتائیں اپنی آخری سانس پوری کر رہے تھے ۔
تاکہ یہ دیکھ کر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح جہلوں کا جس طرح
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو چھوڑا ہے ، اعلیٰ طور پر مدال ہو جائے ۔
غرض جو کچھ کھایا کھا کھانے والوں نے کھایا ۔

(دیوبندیوں کا مستند ہفت روزہ خدام الدین " لاہور)

معنون :- مولوی منظر احسن گیلانی ص ۱۸ پرچہ ۱۹۱۶ء

ابو ذر غفرلہ

اس معنوں کے پڑھتے کے بعد یونہی فرز کو تو " غفر

لہ " نہ ہو کیونکہ سارے پیش کردہ توالیجات مذکورہ بالا

کے علاوہ اللہ کے رسا و خدام الدین میں بھی یہی معنوں بلکہ اس سے بڑھ کر ہے ۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کی کفالت :-

طبری کی اس میں دو روایتیں ہیں ، ایک میں یہ ہے کہ حضرت ابو ذر کے تمام
اہل و عیال کو ساتھ لے لیا اور مکہ معظمہ میں جا کر حضرت عثمان کے حوالے کر دیا ۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو تسلی و تاسر دے کر آپ اسی

وقت مکہ معظمہ نہ بول گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس حال کا ہر حادثہ

کی خبر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا اور بھلائے اصلی ہار

کے آپ صوبہ زندہ کی طرف سے لوٹے اور راستہ میں زندہ ترسے اور

تقریرت وغیرہ کر کے سب کو اپنے ساتھ لے کر صوبہ منورہ آئے ۔

”سبحن المادہ یعنی اللہ جسہ قال اختبرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یسلطو علی قتلی وولی یقتل فی علی دینی اخیری، فی اسلمت خروا و اصوص و اجث یوم العقیمة موعدا“

(احمدیہ، یونینہ و ابی عساکرتھ)

ترجمہ: اور بڑی شہادت اللہ عزوجل نے فرمایا کہ مجھے رسول مقرر فرمایا ہے جس نے نبوت کی حکام میرے قتل پر مسلط نہ ہو سکیں گے ورنہ ہی مجھے میرے موقف سے شکایتیں گے، جیسے تم اکیلا اسلام لایا ہو، ایوں اکیلے ہی مروں گا اور بڑی قیامت آکھیں گی، انھوں نے کہا

خاشد کا: یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہہ دیا، ان کے ساتھ ویسے ہی ہوا۔ شہادت ان کا اسلام لانا بھی ان کے حال کا۔ لیکن دار ہے جیسے ہم تفصیل سے ذکر کرتے ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت مسعود رضی اللہ عنہما کے موقف کے خلاف انکا موقف تھا اس کے باوجود انھوں نے انھیں کسی قسم کی ذہبت سے بچائی اور نہ انھیں ان کے موقف سے ہٹنے کی کوئی بات کی، ورنہ یہی وہ اپنے موقف سے سرگرم ہونے تفصیل ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۰

عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال لما ساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی یتروک مغللی رجالی ثم لحقہ ابوذر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هذا رجلا

میں شک شام کو چھ جاؤں گا، فرمایا کہ تمہیں وہاں سے بھی نکال دیں گے۔ عرض کی میں مدینہ میں رہیں، فرمایا، یہاں سے بھی تمہیں دوبارہ نکال دیں گے۔ عرض کی جب ایسا ہوا تو میں ان پر غور کھیں لوں گا آپ سے فرمایا میں نہیں اس سے بہتر عمل کی پیروی کرتا ہوں وہ یہ کہ تم ان کی فرمائش نہ کرنا، وہ تمہیں جیسے بھی چلا دیں ان کے حکم کی تعمیل نہ کرنا، شک کو تمام ہی حالت میں مجھے خاشد کا: یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی ہوا۔

یہی علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۱

”عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباہر کیف انت اذاکا مت عبدک امراء یستأذونک، ھا لعلی قلت اذک یقتربا ینی قال افلا اذک علی ما ھو خیر من ذلک، صبر حتی تلقانی لا خیرہ ابن سعد، حجة“

”درمیں انھوں نے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہیں حکام سال غیبت کی طرف کھینچیں گے عرض کی میں تلوار سے لڑوں گا، آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر اسلحہ دلالت کروں وہ یہ کہ صبر کرنا، یہاں تک کہ وہی حالت میں رہے صلوات“

:- مدینہ طیبہ کے آخری لمحہ است :-

سیدہ ابورزینہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے تھک رہے تھے کہ آپ کو مدینہ طیبہ کی آبادیوں سے باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”واکفان یا المدینۃ تخرجون فلنومر من فلان شلف

ولا مخرج مسجدك حتى مجهدك الجوع ذال جلف

دوسرے اعلیٰ مقام پر لکھا ہے: یا ابا ذر، قال کیف یا ابا ذر

اذ کان بالمدینۃ موت یبلغ البیت العبد حتی

انہ یساع القویۃ العبد قال قلت اللہ ورسولہ

اعلم قال قصیر یا ابا ذر قال کیف بك یا ابا ذر

اما کان بالمدینۃ قتل بقولہ: مآء اجاج وریون

قال قلت اللہ ورسولہ اعلم ”، مشکوٰۃ شریف

ابورزینہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا کیا حال ہو گا جبکہ

مدینہ میں مجھ کو لکھنی قحط ہو گا تو اسوقت بہتر سے ناٹھ سکے گا اور

اپنی مسجد تک صوف کے سبب کھلے سے پہنچ سکے گا میرے عرض کیا،

اللہ اور رسول جانتے ہیں آپ نے فرمایا اسوقت بدترین گاری، اٹھیا کر

پھر آچے فرمایا اسے ابورزینہ کیا حال ہو گا جبکہ مدینہ میں موت کا بازار

گرم ہو گا اور مکان کی قیمت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی۔“

یہی مسئلہ اعراف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کون ابادر فلہا قاما العور قایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نور فقال یوحنا اللہ ابادر ہیشی وحدثا وبعوث
وحدثا وبعوث وحدثا فحرب الدھر من ضررہ وبعوث
ابورزینہ السیدۃ فماتت فہا عندک امراءک وغلامہ
فوضع علی قاربۃ اعراف فطرح رکب فلہا من سعور
فقال ما ہذا فقیل حنارۃ الی در فکی ابن مسعود فقال
صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رحم اللہ ابور
یہشی وحدثا وبعوث وحدثا وبعوث وحدثا کاشم
ثم نزل فوالیہ بعبسہ (۱۰۰) یی محقق داسنی حنفہ
نجا کریم حسنہ رضی اللہ عنہا کہ جب تو کہ تو شریف لے گئے تو بہت
سجایا ہوا تھا مجھے سے رہ گئے ان میں ایک ابورزینہ جو کہ یہی
تھی مجھے فرماتے ہیں کہ کسی نے دیکھ کر عرض کی: رسول اللہ کو کئی آنکھ
مرد آ رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابورزینہ آ جاؤ، بلکہ
نے ابورزینہ کو خود سے دیکھ کر فرمایا ابورزینہ آ جاؤ، مجھے یہ فرماتے ہیں
بحد وہ ابورزینہ آپ نے فرمایا، اللہ ابورزینہ پر رحم کرے وہ اکھلا
رہا ہے وہ اکھلائی مرے گا اور قیامت میں، کھلا ہی اٹھے گا۔“

نیرنگی زمانہ دیکھنے کا ابورزینہ اللہ عزوجل نے مقام کو ہجرت کر گئے اور وہیں پر
فوت ہوئے۔ جب فوت ہوئے اسوقت ان کے ہاں ایک لکھی زبور تھی اور ایک

ہیں نے عرض کیا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت صبر کرنا، پھر پیسنے فرمایا، ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب مدینہ میں قتل کا بازار گرم ہو گا جہاں خون اتنی رازنیت کو ڈھا پیسنے لگا یعنی عقاب منکرو خون سے بھر جائیگا، میرے نے عرض کی اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں

فائدہ کا :- حدیث شریف میں مائی اللہ یعنی آنولے حالات میں سے مدینہ طیبہ کے ایک ایک کو کو واضح طور پر یہاں فرمایا ہے حتیٰ کہ بعد میں کسیرتہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور وقت گزرنے پر فرمایا کہ خبر حضور پر معلومہ و السعدی نے یہی روایت تھی مزید مدینہ طیبہ کے حالات کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”مجموعہ مدینہ“ میں دیکھئے۔

مقتدرہ :- حالات پر تصدیق از کسیرتہ ابوذر رضی اللہ عنہ یہی ان کے حقیقہ کی دلیل ہے، بقصص رسول اعظم کہنا ایسا بین ثبوت ہے کہ کوئی جیسی ہی انکار کر سکتا ہے، وراس و ہم کا ازالہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھانا شکر ہے۔

اس جملہ ”اللہ و رسولہ اعلم“ کو صبر کرام نے یکہ کلام بتا رکھا تھا، اس کا مجموعہ فقیر نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے

حضور نبی پاک شبہ لو کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ لوگ نہیں مدینہ منورہ سے نکال دیں گے جبکہ وہ الیحد مسجونہ کی لیں ہو رہے ہوں گے، فرمایا اسے ابوذر تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا

جبکہ انہیں لوگ اس مسجد سے نکالیں گے، عرض کیا کہ میں مسجد حرم میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا جب تمہیں وہاں سے بھی نکال دیں گے (آخر حدیث کی) اور انہیں خبر دی کہ تم دیکھنا نہ سکی گزرا رو کے اسی حالت میں وفات پاؤ گے۔ اس روایت میں تو بن ملاح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے لمحات

بیان فرما دئے۔

”مدینہ نے لکھے گئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دور خلافت میں ملک شام پھر زبہ جانے کا حکم صادر فرمایا“

سوال :- تم کہتے ہو کہ میں حضرت میر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نکالا اور ابوذر کی زبرد فرماتی ہے کہ انہوں نے نہیں نکالا بلکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ زور بخور ملک شام کو چلے گئے، جتنا غیر سلاطین ہو

”عن ابن خرقا قالت واللہ ما اہبط عثمان امارہ وکن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یبلغ ابنا

مسعدا فاجزج منها فلما بلغ البنا و مسلحا

وحا و جزج ابوذر رضی اللہ عنہ (خروجہ الہی کا ترجمہ)

اس دور میں، اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوذر عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ نے جبر مدینہ پاک سے نکال دیا تھا، بلکہ راصل ہاں

ہوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ

کی یہی صلح شکست دینی کر جاؤ ذکر جد سے تو تم سے ابوذر یہاں سے

کو جھ کر جانا“

مختصر تعارف حضرت ابو خنیس رضی اللہ عنہ

یہ بہت ہی قدیم اسلام صحابی ہیں، یہاں تک بعض لوگوں کا قول ہے کہ اسلام قبول کرنے میں باہری لوگوں کے اعتقاد کا پانچویں نمبر ہے، ان کے سوسو مہینے بعد احوال بخاری شریف کے اندر متصل مذکور ہے، اسلام لانے کے بعد سترہ دنوں تک یہ صرف آپ رضی اللہ عنہ ہی کو سمجھ نہیں تھیں، یہ زمانہ یہ جلتا جلتا کربج کھار میں لپٹا اسلام لانے کا اعلان کرتے تھے اور کفار و سلاان کو استغریبہ کرتے تھے کہ یہ پہلے لہاں ہو کر یہ کوشش ہو جیتے تھے مگر کوشش میں آنے سے بھر پور پٹے اسلام لانے کا اعلان کرتے تھے۔ ان کا اسم گرامی جندوب بن جنادہ "سبہ" بہت ہی عابد و زاہد اور نہایت متقی صحابی ہیں، دوسری کیا کسی احادیث آپ نے روایت کی ہیں سلسلہ حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے (در خلافت میں بمقام "زہد" آپ کا وصال ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ذہب لکھا :- مدینہ منورہ سے بھی منبر لدا، ایک جگہ کا نام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر غمزدہ ہو کر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے ملک شام چلے گئے۔ وہاں بکثرت مسلمانوں کے گھر حضرت میر حاریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی مسکن میں اختلاف ہو گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بل کر زیدہ میں قیام کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہ قید زندگانی نہیں گذری اور یہیں پر ہی ان کا وصال ہوا۔

نبی نبی اسم ذر رضی اللہ عنہ نے انہما عقیدہ فرمایا کہ مدینہ کے ملاحات کو بہت تک پہنچ چکے ہیں اب ہمارا کام کوہ ناضروری ہو گیا کہ ان کو کھجور

علا الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

خلاصہ مضمون اول :-

نے فرمایا تھا کہ تم کو مدینہ منورہ سے نکال دیے گئے، یہاں تک کہ ان علوم خمسہ سے ہے جس کیسے غافل کا دعویٰ تھا کہ کسی نبی دون کیسے نہ تھا، ان اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فی اللہ کل کہا ہو گا، کی دونوں میں دیں۔

۱۔ اپنا وصال پہلے ۲۔ ابو ذر بعد میں زندہ رہیں گے، در مدینہ منورہ سے نکالے جائیں گے، مگر یہ وہ اس مختصر سے مضمون حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے مدینہ پاک میں پہنچنے کے لمحات پھر وہاں سے ملک شام کو چلے جانے کے جملہ اسباب اجمالاً بتا دے، اسی لئے فرمایا "وقتیت جو اصح الکلمہ" میں جامع کلمات، مطلقا کیجیے، یہی جو جامع حکم ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ان باتوں اور ان کے مدینہ پاک میں پہنچنے کے اور پھر چلے جانے کے اسباب دونوں میں بیان کر دئے۔ اسے کہتے ہیں "ذریہ و کوزہ"

سوال ۱۔ شیخ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ذر نہایت ہی متقی اور پیر کا رتھے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زہد کی بلوچہ مدینہ منورہ سے نکال دیا یہ ظلم ہے (معاذ اللہ)

جواب :- یہ سب جھوٹ ہے، ابن جبار کی اور ابن عبد البر رعایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدینہ سے شام کو طرف چلے گئے اور اوقت وفات وہیں پہنچے حضرت ابو ذر انہما ہنقی سنت مزاج کہتے تھے، و در خلافت عثمان میں انہما

ذہبا النقتة وبقسمی منی الذخر خلفی ست اوقی
استدک الله یا عثمان اسمعنة ثلاث
مدرات احوحه بعد (مستکرا ص ۳۳ باب الاضاق)
مالک لما عبد الله بیان کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اجازت طلب کی، اجازت مل گئی، ان
کے ہاتھ میں لائچی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعب
عبدلہ بن دت ہو گیا ہے اور کثیر سال چھوڑ گیا ہے تمہارا اس بار سے
میں کی خیال ہے کعب بنی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ عائد کا حق ادا
کرنا تھا تو کوئی خرچ نہیں، ابوذر نے لائچی اٹھائی اور کعب کو دے
حاری اور کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسنا ہے
آپ نے فرمایا اگر میرے لئے یہ ہوا میں بن جس کے تو میں
سے خرچ کر ڈالوں اور میرے سے قبول ہو جائے اپنے پیچھے
چھو مٹے بھی نہ چھوڑوں، اسے عثمان رضی اللہ عنہ نے تجھے خدا کا
واسطہ دیا ہوں تو نے یہ حدیث کس ہے! میں بار فرمایا۔

قرآن مجید میں ہے وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الدَّهَبَ تَابِعًا يَابِ الْبَطْرِ (توبہ)
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ زنا چانکی رکھنا، اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا حدیث

وہذا کہ کا موجب ہے۔
اجتہاد ابوذر رضی اللہ عنہ ۱۔ اس آیت سے آپ کا اجتہاد تھا کہ
کل مال خرچ کر دینا فرض ہے جو صحابہ کے نزدیک یہ اجتہاد نہیں برخط تھا۔

رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بار سے میں کبھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں
طلب فرمایا اور انہیں نصیحت کی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رجا یا حکم کیلئے
مکہ جانے کی اجازت چاہی اس عبادت سے فارغ ہو کر وہ خود زہد و پارسہ
گئے اور تا وقت وفات وہیں رہے۔ یہ بات نہ تھی کہ انہیں گمنام نے مدینہ
سے نکال دیا تھا سلف اور اگر بالفرض مغرب اور جلا وطن کرنا ثابت ہو جائے
تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان کی رائے کے خلاف تھی، دیکھتے
کعب احبار کو حضرت ابوذر نے، ایک بار ایک حق بات کہتے پر مدح سے
مدام اور بعض کہتے ہیں کعب رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا پس صورت میں ابوذر کی
تقریر یا جلا وطنی کر پائی تو اس میں اسامی حق بہ ہے روایت مذکورہ کا ممکن ہے۔
عفی عافک من عبد الله بحدت ابی در اندہ جاریت ذن

عثمان من عذر فادله وبید کا عرصہ، فقال عثمان

ہا کعب ان عبد الرحمن توفی وترک مالا ضا لوی ذیہ

فقال ان کان یصلی حیہ حق اللہ عزوجل فلا بأس

لہ فخرج ابوذر خصا کة فخر ب کعب وقال سمعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما احب لیوان لی هذا اللیل

۱۰۔ مناظرہ انداز پر جو موضوع ہے وگرنہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں

اور نہ ہی واقعی دنیا میں مفروضات کے جواب دینے کی ضرورت ہوتی ہے

جیسے علمائے فہ کا وعدہ ہے، اکتسی غفرلہ

جب گھر بار چھوڑ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے اور حضور اکرم ﷺ حلیہ و اکوٹم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے متبعین میں داخل ہو گئے۔ وہ رات دن سجدہ ثنوی میں عبادت میں مشغول رہے گئے۔ انہوں نے دنیا کی ہر چیز کی مہمیت اپنے دل سے نکال رکھی، مال و فہ کی رغبت اور عیش و آرام کی لذت سب کو ترک کر دیا۔ اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دل لگایا۔ وہ رات ان اصحاب رسول کیساتھ مسجد میں گزارتے تھے جو کوئی کھڑی بات نہ کرتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رات کے بارہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رات کے وقت نہیں صعب فرماتے اور اپنے ساتھ کھانا کھاتے، کچھ لوگوں میں کھانا تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو کچھ عزت ابوذر رضی اللہ عنہ نے منہ تھا اس پر دلی طرح عمل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زہد کو اپنانے کی ہر کوشش کی،

اللہ کے فضل و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خصوصیت عفت سے ان کے دل کا قفل کھول دیا اور یقین و صدق و عطا فرمایا۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان عفت سے کئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو کچھ سنا اسے حضور نظر کھا، حفظ کیا، اور بڑے مخفی طور پر سنا کر کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بڑا مرتبہ تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر معاملے کی ابتداء حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کرتے تھے اور اگر وہ کوئی نہ سمجھتے تو آپ انکو

اجتہاد کا جواب :- آیت میں زکوٰۃ نارہندہ کو دینا ہے اور

جس حدیث پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی تباہ ہے وہ بھی کل مال خرچ کرنے کا امر مختص ہے کہ وہ استحب ہے یا فرض، اسے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی تباہی پر مجبور فرماتے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرض پر اذاعہ و الاحتمال بطلان الاستدلال کے قاعدہ پر اتفاق کل صحابہ پر امر نہیں۔

ابوذر کا اصرار :- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد پر سختی سے حامل تھے حضرت کعبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تسلیم نہیں کر رہے تو انہیں یہودی کہا بلکہ زہود کو کہا اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے توبہ انہیں ملک شام کو چلے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسری غلطی غریبہ بتائی کہ تم اس کی سرپرستی چلے جاؤ گے تو میں تمہیں وہاں پر نہیں رہنے دینگے۔

تکفیل :- سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی

زندگی کی کیفیت تھی، و مجھ نہ تھی لیکن انہوں نے دوران ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتائی کہ تمہاری خلافت کوئی امر سنبھالنے والا ہے، ان کی زندگی کا مطالعہ کرتے والے جانتے ہیں کہ طبعی طور پر زہاد و تارک دنیا بلکہ آپ دنیا کے دشمن واقع ہوئے آپ اصحاب صحف میں سے ممتاز حیثیت کے مالک حضور طیر الصلوٰۃ والسلام کے فقر و فاقہ کی خصوصیت تسلیم و تربیت میں اڑھلے ہوئے تھے۔

نقاد سے خدایا ہوئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچا دیکھو عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ ساری راست پر آمیت پڑھتے رہے، اور یہ کونسا دیکھو میں مشغول رہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے اپنے پیاروں و گارہ سے شفاعت کو درخواست کی تھی سو اللہ نے مجھے عطا کر دیا، انشا اللہ مجھے جی شفاعت حضور سے ملے گا۔" لایہ کہ کوئی اللہ کیسے تھوڑا شکر کرے۔
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے آپ نہایت بہادر و جریح تھے تنہا سینکڑوں کا دستہ رکھ لیتے اور شیر کی طرح دشمنوں پر گزرت پڑتے۔ جنوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ جی ملیان اور غزوہ قردوس شرکت کی۔

ستہ ہمدانی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ جی المصطلق کیلئے نکلے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینے کا حاکم بنایا۔ ایک دن یحییٰ بن ابی بنی اسلم علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کیساتھ مسجد کعبہ کی طرف روانہ ہوئے مسجد میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ابوذر سر اٹھا۔"

حضرت ابوذر نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک شخص نے مسجد کی طرف نہیں کر رہا ہے چند قدم آگے چل کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابوذر سر اٹھا۔" حضرت ابوذر نے تو دیکھا کہ ایک شخص ہوسیدہ کی طرحے تھیں ہمارا خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذر! اللہ کے نزدیک

یہ تمام دعائے زمینی سے بہتر ہے۔"

طلب فرماتے۔

ایک مرتبہ تہائی راست گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد شریف لائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے اصحاب کو بلادو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سب کو بلایا، ان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کوئی شخص کے قریب اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے جو کام امن رکھا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا،

"بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، آپ کو کوئی اس کے ہوا کہ نصیب نہیں ہوگا۔"

سب لوگوں نے جی بھر کے کھایا، درمید میں جا کر کوسہ ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوئے کیسے؟ انھیں سب کی جی تھیں کہ پیروں کی سرسری سب سنا کی دوی فوراً، انھیں کھولیں، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لایہ ہے، میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ طرف متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیت پیش کرتے رہے۔

"اگر تو انہیں مبتلائے عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب ہے۔ حکمت والا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری راست رکوع و سجود میں رہے "وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھتے تھے۔ صبح کے قریب جب لوگوں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقائد و عقائد

(۱) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو خصوصیت سے مخاطب فرمایا یہ حاجی کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مافی العباد و مدینہ کے جو حالات اور عکس ابوذہبی اللہ عنہ کی تمام سوانح فخری جانتے تھے۔

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و غیب پر تھا۔" بھی تو مصر میں دو انشوں کی لڑائی کو دیکھ کر فوراً مصر کی حکومت ترک کر دی۔

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعت

العراق و مدینہ و کفارہا و منعت الشام و مدینہ و کفارہا

و منعت مصر و مدینہ و کفارہا و مدینہ و منعت

بھا و مدینہ (صحیح مسلم)

"عراق نے اپنے درہم و غیر کو شام نے اپنے مد و نیا کو اور مصر نے

اپنے ادب و دنیا کو روک لیا اور تم ایسے ہی رہ گئے جیسا کہ

شروع میں تھے۔"

فائدہ: یہ بھی کہ آدمی کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اس حدیث میں صیغہ ماضی کا استعمال فرمایا ہے حالانکہ اس کا تعلق زمانہ مستقبل

سے ہے اس لئے کہ علم الہی میں ایسا ہی مقدر ہو چکا تھا۔

جمع البحار میں ہے کہ تغیر اور ارباب اس زمانہ نے کے پرچے ہیں بغیر

آٹھ کوک کا اور مدینہ یا بھول بعض دوروں کا اور ارباب بارہ صلح

کا ہوتا ہے۔

مشاہدہ کیا تھا، انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تعلیمات اور اصلاح اچھی طرح یاد تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی تھیں۔ مزید یہ کہ اپنے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دو خلافت کا نقشہ بھی دیکھا تھا اب جبکہ مسلم انوں میں وہ تمام باتیں درج پارہی تھیں جو تعلیمات نبوی کے خلاف تھیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھنے والے نہ تھے، وہاں باتوں یعنی سرمایہ داری اور طبقاتی فرق کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور لوگوں کو (پہرچھٹ) عورت نہینے لگے۔ اور مخرج اور دلیل بھی (آیت مائیں زکوٰۃ کو و عید پٹ) اور بس۔

مسلم شریف میں ہے کہ سوال اٹھ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم ملے مسلمانو! حنفیہ اس ملک کو فتح کر لو گے جہاں یہ کہ

قراطہ ہے تم وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا کہو کہ ان کو ذرا

دھم کے حقوق حاصل ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر

رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک اینٹ برابر

زمین پر جھگڑ رہے ہیں تو تم وہاں سے چلے آنا۔"

کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کو بھی دیکھا اور وہاں بونہا

بھی اختیار کی اور یہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رومیہ اور حبشہ زمین شریک

اینٹ برابر زمین کیسے جھگڑ رہے ہیں، تب وہ وہاں سے چلے بھی گئے

حدیث پہنچتی ہیں، ابو نعیم میں ملکہ مصر کا نام صراحت ہے۔

(۷)۔ جب مدینہ منورہ میں خلافت راشدہ کا زمانہ ختم ہو گیا اور دمشق میں سلطنت امویہ کا قیام ہو گیا کہ پھر ان ممالک سے مالیات بشکل سک اور نہ بشکل جس جس جہاں کو حاصل نہ ہوا اور تا حال بطرح عمل و تصدیق آ رہا ہے۔

یہی علم غیب ہے۔
صلیٰ کی موت :- کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی فتح کرنی کے مدینہ منورہ پہنچے چند روز کے بعد اطلاع ملی کہ آپ کے وہ اونٹ جو بھٹام غابہ جرتے ہیں شیخ خطفان نے لیا ہے اور چرواہے کو بھی قتل کر دیا ہے اسکی جو رو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔

حضرت سلمہ بن ملجم نے شہید الوداع سے اس حال کو دیکھا اور وہاں سے چلائے ماہل مدینہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو مدینہ کا پہنچا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسباب کھیا تھا ان کی مدد کے کہ ان کو ان لٹیروں سے چھین لیا۔ حضرت عمر بن خطاب شہید ہوئے مدینہ منورہ پہنچنے سے انھیں کے بھاگ گیا۔ غزوہ تبوک کو غزوہ ذی قردہ بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ مدینہ یوحنا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آکر نہیں شہید ہوئے ان کے چلا اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو چھوڑ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا مارا گیا۔ اس حادثہ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو پہلے سے دی تھی کہ غابہ جاکر نہ رہو کہ خطفان کی کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ وہاں تمہارا بیٹا مارا جائے گا مگر ابو ذر نے ماننے اور وہیں جا کر ہے آخر وہی ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

پس منتظر رہو۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو غزوہ ذی قردہ کا سبب بنا۔ ذی قردہ ایک جھڑپ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک ہزار ایک پچاس فٹ کے فاصلے پر ہے جیسا کہ انھوں نے قصہ میں معلوم ہو گا۔ اس کو غزوہ تبوک بھی کہتے ہیں یہ بھی ایک موقع کا نام ہے۔

غابہ در اس ایک جنگ ہے اس غزوہ کا وقوع مدینہ سے پہلے ہے اس پر اہل سیر کا اتفاق ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ خبر سے پہلے وہی پہلے ہے۔ مسلم نے بھی اس کی مانند کہا ہے اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ غزوہ ذی قردہ کے بارے میں تاریخ میں جو کچھ صحیح میں مروی ہے وہ بہ نسبت اہل سیر کے زیادہ صحیح ہے۔

اس غزوہ کے وقوع کا سبب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں پھر تھے۔ یعنی ایسے دور دورہ ملے اونٹ جو بچہ جھنے کے قریب تھے، وہ غابہ میں جرتے تھے اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں سے تھے تھے اتفاق سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چند روز کیلئے وہاں سے چلے آئیں اسلئے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہ دی، انھوں نے منہ سے سماعت میں اہل مدینہ کو بھیجا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیدیں۔ حضور نے فرمایا کہ خطفان سے میں مطمئن نہیں ہوں مبادا کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور اجازت دیدی، مزید فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ خطفان تم پر حملہ آور ہیں اور انھوں نے تمہارے بیٹے کو شہید کر دیا ہے۔ حضرت ابو ذر

(۱) مشکوٰۃ باب المساجد میں سیدنا ابو زہرہ رضی اللہ عنہ سے ہے
 ”موضوعت علیٰ اعدال اصقٰ حسنہا و سبتہا فہو جدت
 فی محاسن اعمالہا الا ذی یسا طاعن الطریق
 ہم پر ہماری امت کے اعمال میں سب سے اچھے بھی اور سب سے
 بھی ہم نے ان کے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو
 راستے سے ہٹا دینا چاہئے۔“

(۲) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان ناسا من امتی مسجدہما التخلیق یقرؤن القرآن
 لا یجاؤ ذخلو فیہم یمسحون بہن الدین کما یمسحون بالسم
 من السم فیکو ھھ شوالخلیق والخلیقۃ (مشکوٰۃ اعدال ص ۶)
 ابو زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ مہینہ امت سے جھکا خاص نشان
 مسرتا ہو گا، قرآن پڑھیں گے ان کے جنوروں سے پیچہ نہ ہو گا
 دن سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کا رس سے وہ خلاء نہ کریم کی تمام مخلوق
 سے شرارتی ہوں گے اور قطرات شرارتی ہوں گے۔“

اس حدیث کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”الاحادیث الوابیہ فی الاحادیث النبویہ“
 میں پیش کیے۔ فقط والسلام

مدینہ کا کھلکھاری الفقیہ قادری ابوالحسن محمد فیض علی مدظلہ العالی غفرلہ
 بہاؤ دیوبند پاکستان، یکم ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے حال پر تعجب ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ایسا فرما رہے ہیں اور میں اصرار کرتا رہا بالآخر وہی ہوا جو حضور نے
 فرمایا تھا۔ یہ واقعہ عجیب ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایسا واقعہ ہوا کہ
 ابو ذر دیکھ وہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی رفتار غلبہ کے ہمیشہ خواستگار رہے ہیں اور ان سے اس معاملہ میں میں
 حضور تو وقف فرما رہے ہیں، اصرار و مبالغہ کی جرأت سر نہ ہوئی۔ تھوڑا ہی

یونہی تھی۔ (معارف النبوة ص ۱۲۵)

فائدہ کا :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ میں
 دیکھ رہا ہوں کہ کوئی غلط فہم تہم پر حملہ آور ہیں یہی علم غیب ہے آپ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو واضح الفاظ میں فرمایا اور حضرت
 ابو ذر رضی اللہ عنہ کا توجہ نہ کرنا مبنی بر تقدیر الہی تھا۔ ہوا وہی جو مسکرا رہا قرآن و حدیث
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

:- احادیث مروریہ :-

علم الحدیث (اصول) کا قلعہ سب سے کڑی جس روایت کو بیان کرنے
 و اس کا عقیدہ و عمل ہے اگر کوئی روایت کسی راوی کے عقیدہ و عمل کے
 خلاف ہو تو وہ ناقابل ہوتی ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی مروریہ احادیث
 علم غیب کے بارے میں بکثرت ہیں ہم بطور نمونہ صرف ۱۱ احادیث مبارکہ
 پر اکتفا کرتے ہیں۔

مَوْتِهِ وَيُخَالِدُ فِي السَّاعَةِ الَّتِي يُقَلُّ زُؤُخُهُ فِي تِلْكَ
السَّاعَةِ لِيُبَغِي أَنْ يُطْعِمَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ فَإِنَّ
أَرْوَاحَهُمْ يَفْخُخُونَ بِذَلِكَ وَيَذْخُونَ لَهُمْ
”اگر کسی کے فاقہ کرنے کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ موت کے دن
موت کے وقت کرنے جس وقت روح اس کی وار فانی سے
خصل ہو کر عالم جاودہ کی کو جاتی ہے۔ اس وقت کھانا کھلائے،
پانی پلائے، کما سواست کی روٹیں اس سے خوش ہوتی اور اس کے
واسطے دعا کرتی ہیں۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆

فوائد اعراض اولیاء اللہ و طریق فاقہ

اثر اولیاء اللہ یسیر: شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔
”اِذَا أُرْدِتَ أَنْ تُنْقِضَ وَابِعَةً فَاجْتَهِدْ بِإِذْنِكَ نَوْمَ
خُوتِهِ وَ السَّاعَةِ الَّتِي تُقَلُّ فِيهَا زُؤُخُهُ لِأَنَّ أَرْوَاحَ
الْمُتَوَفَّيْنَ يَأْتُونَ فِي أَيَّامِ الْأَعْرَاسِ فِي كُلِّ عَامٍ فِي
ذَلِكَ الْمَوْضِعِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَإِنَّ بِذَلِكَ الْفَرْحِ
أَرْوَاحَهُمْ تَأْتِيهِمْ لِيُطْعِمُوا وَإِنْ رَأَوْا شَيْئًا مِنْ
الْمَعَاكِلَاتِ وَالْمَشْرُوبَاتِ يَفْخُخُونَ وَيَذْخُونَ لَهُمْ

وَالْأَيْدِئُونَ عَنْهُمْ أَنْتَهَى مَا فِيهِ (توضیح ابرار)
”جسپا بہ فاقہ پانچا ہیں تو کوشش کریں تو اس کے یوم وصال
اور وقت وصال کے موقع پر دیں جس میں ان کی روح کف
عصر کی سے پرواز کر گئی تھی، کیونکہ وفات پانے والوں کی
رومیں ہر سال عرسوں کے ایام میں انکی اوقات اور مقامات پر
تشریف لاتے ہیں جہاں ان کا وصال ہوا تھا۔ اس سے وہ خوشی
فرحت محسوس کرتی ہیں، اس کی بڑی تاثیر ہے، جب وہ ان
کھانے پینے والی چیزوں کو دیکھتی ہیں، تو ان کے لئے دعا گو ہوتی
ہیں، اور ان کے لئے بددعا کرتی ہیں۔۔۔ ساری۔“

مجمع الروایات۔ سراج الہدیہ لمیولانا جلال الدین بخاری لی
حافظہ العظمیٰ ممی ہے۔

”اِذَا لَمْ يَنْتَحِلُوا الْوَابِعَةَ فَلْيَنْتَحِلْ بِإِذْنِكَ نَوْمَ